رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے ۵ر خواص اور معاونین سے ۱۰ر ہندوستان سے باہر ۶ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی بہ احادر قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳۸ | دار الامن والامان قادیان ۱۷ ار اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے وعدہ کیا تہا کہ حضرت اقدس کا ایک کرامت نامہ جو اسی مضمون پر ہے۔ انہیں کالموں میں بغرض مزید تشریح تبتل درج کریں گے اس وعدہ کے ایفا کے لئے ذیل میں وہ کرامت نامہ درج کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالت میں پہونچا خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہانتک شکر کروں اور کیونکر اس کی نعمتوں کا حق بجا لاؤں کہ اس ظلمت زمانہ میں مجہ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُس نے میسر کئے سو اسی سے میں یہہ دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو اپنے الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین

اور تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فنا اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسی کا نام فنا اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں - ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں - اور کچھہ نظر اور فکر کی حاجت نہیں۔ جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا۔ اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھہ امید نہ رکھنا۔ اور زید عمر کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹہرا دینا عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہش کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹہرنا یہ تو وہ سب حجب ہیں۔ جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھہ آسکتے ہیں - بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھہ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جن کے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور وہ یہہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُس کے انعام واکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء وصفات الٰہیہ پر نظر رکہتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھہ اس کو نصیب نہیں اور اُسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء وصفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے

غرض

ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولےٰ حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا کرے - اور اس محبت کی راہ میں کوئی روک نہ رہے - اور نہ منجملہ . . . .

ظاہری اور باطنی اور افاقی اور انفسی

حجابوں کے کوئی حجاب بہی نہ رہے۔ تو یہ وہ مرتبہ ہے۔ جسکو تبتل تام کہنا چاہیے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ مین دکہائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑہتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑہتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجین جوش مین آتی ہین تو **اسماء** اور **صفات** پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد مین ہو جاتا ہے۔ اور محبت اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچون اور بیچگون ہوتا ہے اور محب صادق کسیکو اس بات کی وجہ نہین بتلا سکتا۔ کہ کیون وہ اس محبوب سے محبت رکہتا ہے۔ اور کیون اس کے لئے بدل وجان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جانفشانی سے اس کی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جس کی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جس کی اہل اللہ کے نزدیک فنا، تعبیر کی جاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولے کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو کچہہ اس دوست کے ہاتہہ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اس کا قہر اور لطف سب لطف ہی دکہائی دیتا ہے اور حقیقت مین وہ سب لطف ہی ہوتا ہے۔ پہر محب صادق نہ قہر سے غرض رکہتا ہے نہ لطف سے۔

غرق دریاے بحر محبت
نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں
بگوش عاشق از لبہاے دلدار
چناں نفرین عزیز آید کہ تحسیں

چناں بر یشش خوش افتد اسیر عشق
کہ قربان میکند بر وے دل و دین
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آں یار شیرین
بسوزد ہر چہ غیر یار باشد
ہمین این عشق را رسم است و آئین

اور اس عاجز کا یہ **مصرع** --

کہ قربان میکند بر وے دل و دین

یہہ معنے رکہتا ہے کہ قبل از جذبہ عشق جو کچہہ انسان کے دل میں رسوم اور عادات بہری ہوئی ہوتی ہین۔ اور جو کچہہ جہل مرکب کی باتیں اور پر تعصب خیالات اُس کے سینہ میں جمے ہوتے ہیں۔ اصل مین وہی اس کا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت مین چہوڑنا نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہین۔ باآسانی چہوٹ جاتے ہین۔ اور پہر بعد اس کے عشق الہی ایک پاک دین کی تعلیم کرتا ہے کہ جو عادات اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے۔

پس

نافع اور مبارک دین وہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہین۔ وہ بہت سے زہروں سے بہرے ہوئے ہوتے ہین۔ اور حقیقت میں وہ اس لائق ہین۔ کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُن کے عوض مین وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہین۔ اور جو ہر ایک تعصب اور رسم اور عادات سے منزہ ہین حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں۔ کہ اُٹھہ سکین۔

مدار کا جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے۔ اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چہپے ہوئے عیب ہی اوس سے دور ہوتے ہین۔ کہ جب عشق الہی کی بہڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے اعمال صالحہ جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی سادر ہوتے ہین۔ کہ جب اُن کو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے۔ کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کہلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادات کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الہی رہتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے مونہہ پہیر رہا ہے اور اُس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ وجہ یہ کہ رسم اور عادات بہی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب مین خلل انداز ہے۔ سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادات سے باہر ہو اور پہر خلوص نیت سے

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔

عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں۔ کہ رسوم اور عادات کے رنگ مین ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہین اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اس کیطرف نظر اٹہا کر بہی نہیں دیکہتے۔ کیا بدقسمتی ہے ہائے ہائے

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
عشق بازاں در مقام دیگر اند
گرد ازیں کوچہ بیروں نگندیم
ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں۔ کہ دہوکا کہا سکے اس کی

عمرالدین

دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے۔ یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے۔

اور آفاقی اور انفسی

شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الٰہیہ اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی مین نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کرلیتا ہے اور لا

یخافون لومۃ لائم کے گروہ

مین داخل ہوجاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفّا دکھلاتی ہے کہ جب یہہ موت حاصل ہوجائے حق تعالیٰ ہمکو اور آپ کو اور ہرایک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے بہرہ مند کرے زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے۔ ہریک بات مالک حقیقی کے اختیار مین ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے۔ اس راہ مین جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں۔ پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پھر ہمین کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم وحزن خدا کے سامنے ہے۔

ابھی یہہ حال ہے کہ صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں۔ بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہین۔ لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے۔ جس نے اپنے عاجز مهدر ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ اب دیکھیئے کہ کب تک رب العرش تک اس عاجز کی آہین پہونچتی ہین۔ آپ نے لکھا تھا۔ کہ بعض احباب علماء کیطرف سے یہ فتوے لائے ہین۔ کہ اتباع قال اللہ و قال الرسول اور ترجیح اس کی دوسروں لوگوں کے قولوں پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو

گر این کفرم بدست آید بروقربان کنم صددین

خداوندا امیرانم بریں کفرو بریں آئیں ؎

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کی پاک اور کامل سنت ابتداء اور خدا کا سچا نور اور بلا ریب کلام ترک کرتے پھر اور کونسی پناہ ہے جسطرف رخ کرین اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے۔

گر مہر خویش کنم از روئے دلبرم ؎
آن مہر برکہ فگنم آن دل کجا برم ؎

من آن نیم کہ چشم بہ بندم ز زلف دوست
در بینم این کہ تیر بیاید برابرم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کیطرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہوجائیں۔ کہ سب برکات اسی میں ہین۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیرین پاؤں میں پڑی ہوئی ہین۔ اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا۔ مگر جسکو خدا کھینچ کر لاوے۔ سو صبر استقامت سے اُن کی جور وجفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا اُنہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہین۔ مگر جو خدا کے بندے ہین۔ گو وہ کیسے۔ ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُن کے ساتھ ہے۔

ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے ؎؎
۱۹ اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شوال۔

تفسیر القرآن کا
دوسرا
پارہ چھپنا شروع ہوگیا ہے

حضرت اقدس گورداسپور مین

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۳۴ جلد ۵

مہدی حسن۔ مین صرف یہ پوچھتا ہوں کہ جب احادیث مین **مسیح ابن مریم** کا لفظ آیا ہے۔ اور یہہ **علم** ہے پھر اس کی تاویل آپ کیوں کرتے ہین۔

ایڈیٹر۔ میاں مہدی حسن صاحب کی قابلیت کی داد دینی چاہیئے، افسوس ہے۔ آپ کو

ہم چو من دیگرے نبت کی ہوس نے کچھ ایسا از خود رفتہ کر رکھا ہے۔ کہ علم معانی کا یہہ مسئلہ کہ اطلاق اسم الشئی علیٰ ما یشابہہ فی اکثر خواصہ و صفاتہ جایز حسن بھول گیا ہے ؛ ہمارے خیال مین بھولنا تو کیا تھا۔ کبھی آپنے پڑھا ہی نہ ہوگا۔

مفسرین بھی اس مسئلہ کو اپنی تفاسیر مین لائے ہین۔ چنانچہ تفسیر کبیر کے صفحہ ۶۸۹ سطر ۲ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور لغات معتبرہ مین بھی **ابن اللیل** بمعنے قمر اور ابن السبیل بمعنے مسافر اور اسی قسم کے اکثر لغات کے معنے مجازی لکھے ہین دیکھو منتہے الارب وغیرہ کو۔

اور دور کیوں جاؤ۔ جہاں حضرت فخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ وہاں خود

امامکم منکم اور امتکم منکم

کہکر اس کے معنی کردئے ہین۔ فتدبر۔

حضرت اقدس۔ یہہ تاویل خود ہمنے نہیں کی ہے بلکہ قرآن شریف نے اس کی حقیقت بتائی ہے۔ جہاں یہہ لکھا ہے۔

ضرب اللہ مثلاً للذین امنو
الیٰ قولہ تعالیٰ۔ ومریم ابنت
عمران التی احصنت فرجھا
فنفخنا فیہ من روحنا اس آیت

مین صاف طور اللہ تعالیٰ نے ایک مسیح ابن مریم کے اس امت مین پیدا ہونے خبر دیدی ہے۔ اور یون تو ایا ہر مومن جو کتب اور کلمات اللہ کی تصدیق کرے۔ اور قانتین اور عابدین مین سے ہو۔ اور اپنے فروج کو محفوظ رکہے مریم کہلاتا ہے۔ اور اس مین نفخ روح ہوکر وہ خود عیسٰی ابن مریم بن جاتا ہے۔ کیونکہ مریم کو تو بوجہ عورت ہونے کے نفخ روح سے حمل ہوگیا لیکن مردون کو تو حمل نہین ہوتا۔ اس لئے مردون مین اس نفخ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ وہ خود مسیح ہو جاتے ہین۔

خدا تعالیٰ نے ان آیتوں مین دو قسم کے آدمیوں کی مثال بیان کی ہے۔ ایک وہ ہین۔ جو دفع شر کی درخواست کرتے ہین۔ دوسرے وہ ہین۔ جنہون نے اپنی نیکیوں کو کمال تک پہونچایا ہے۔ اول الذکر وہ لوگ ہین۔ جو نفس لوامہ کے نیچے ہین۔ اور **احصنت فرجھا** والے دوسرے ہین۔ اب سوچکر بتاؤ کہ خدا نے جو یہہ کہا۔ کہ ہم اس مین اپنی روح پہونک دیتے ہین۔ کیا اس کے یہہ معنے ہین۔ کہ وہ بھی مریم کی طرح حاملہ ہوجاتے ہین۔

سچ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک مین کی مثال دیکر بتادیا ہے۔ کہ اس امت محمدیہ مین جو مسیح موعود آنے والا ہے۔ وہ اسی رنگ پر آئیگا۔ احادیث مین . . . .

امامکم منکم

کہہ کر صاف کردیا ہے۔ اور یہان . . . .

فنفخنا فیہ من روحنا کہدیا۔

اس لئے مجھے ایک دفعہ **مریم** کا الہام ہُوا

یامریم اسکن انت و زوجک الجنۃ

ایڈیٹر۔ (بعض احمقوں نے اسپر اعتراض کیا تھا۔ کہ مریم کے لحاظ سے اسکنی ہونا چاہئے تہا۔ لیکن چونکہ یہان مراد حضرت اقدس سے تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکن کا لفظ اختیار فرمایا۔ کیونکہ یہہ **مریم** اسی اطلاق کے موافق ہے۔ جو سورہ تحریم کی اس ایت مین موجود ہے۔)

اور پہر **فنفخت فیہ من روحنا** کا الہام بھی ہوچکا ہے۔

غرض

میرا یہہ دعوےٰ قرآن کی بنا پر ہے اور خدا نے مجھہ پر کہول دیا ہے۔ کہ قرآن مین میرا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور مین نے کہول کہول کر بتا دیا ہے جو چاہے اسپر غور کرے۔

سائل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ مین کیون کہا یہہ کیون نہ کہدیا کہ مثیل مسیح آوے گا۔

حضرت اقدس۔ یہہ اعتراض آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین۔ نہ مجھہ پر اور پہر یہہ اعتراض بھی اپنی ناواقفی سے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف طور پر کہول کر کہدیا۔ کہ

امامکم منکم

اور قرآن ہی کے مطابق انہون نے فرمایا کہ وہ ۱۲۰ برس کی عمر پاکر فوت ہوگئے۔ اور آپ نے معراج کی رات اُن کو مردون مین دیکہا۔ پہر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہین۔ کہ آپنے قرآن کے خلاف کہا۔

اصل بات یہہ ہے۔ کہ آپ اپنا اعتبار کہوتے ہین۔ آپ جو بار بار کہتے ہین۔ کہ مین نے کتابین پڑہی ہین۔ یہہ مسئلہ آپنے کس کتاب مین دیکہا ہے۔

سائل۔ مین آپ کو رنج دلانے کے لئے نہین آیا۔

(**ایڈیٹر**) آجکل کے لوگون کی یہہ بھی ایک چالاکی ہے۔ کہ جب وہ عاجز آجاتے ہین۔ تو اس قسم کی باتین کرنے لگ جاتے ہین۔ مین اب کلام نہین کرتا۔ آپ ناراض ہوتے ہین۔

وغیرہ

میان مہدی حسن صاحب کو بھی جب راہ گریز نہ ملی تو آپنے یہی کہدیا۔ واہ صاحب! بہت دور کی سوجہی۔)

حضرت اقدس۔ رنج کیا! مجھے تو رنج آہی نہین سکتا۔ میرا تو یہہ کام ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے پیغام کو لوگون تک پہونچادون۔ اسپر پوچھنے والے کو جواب دون۔ مجھے رنج نہیں آتا۔ آپ پر رحم آتا ہے کہ آپ دانستہ ایک امر کو چھوڑتے ہین۔ مین اپنے دعوے کو قرآن کی بنا پر بیان کرتا ہون۔ حالانکہ مقدم قرآن ہی ہے آپ حدیث کے ایک لفظ پر اڑتے ہین۔ جس کے معنے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کردئے ہین۔

امامکم منکم

پہر مین آپ سے پوچھتا ہون۔ کہ کیا حدیثوں مین اختلاف نہین۔ شیعون اور سنیون کی جدا جدا حدیثیں نہیں ہین۔ اور مقلدون اور غیر مقلدون کی حدیثین الگ الگ نہین ہین۔ پہر آپ حدیث کے روسے کیا فیصلہ کرسکیں گے۔ قرآن کو نہ چہوڑو۔ قرآن کو مقدم کرو۔ میرے دعاوی کا ثبوت قرآن مین موجود ہے۔ اگر قرآن کو چہوڑکر آپ اور طرف جانا چاہین۔ آپکا اختیار ہے۔ حدیث صحیح سے بہی میرا ہی دعوےٰ ثابت ہوتا ہے۔ آپکو تو وہان بھی کچھہ نہیں ملسکتا

سائل۔ مقلدون کو حسد نہیں ہے سب ایک ہین۔ حضرت اقدس۔ اگر مقلدون کو باہم حسد نہیں ہے۔ اور باہم سب ایک ہین۔ تو پہر مکے مین چار مصلے نہ ہوتے۔

مہدی حسن۔ اب ہم نہیں پوچھتے۔

حضرت اقدس۔ پہر ہم تو نہین تہکتے اپ جسقدر سوال چاہین۔ کرین۔ جواب دینے کو طیار ہین۔ قرآن شریف اور حدیث کے رو سے مین نے اپنے دعاوی کو کہول کر بیان کردیا ہے۔ اور مین سمجہتا ہون۔ کہ اب بجز سعدی کے اس شعر کے اور کچھہ باقی نہیں رہا۔

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
این است جوابش کہ جوابش ندہی

مہدی حسن۔ مین شعر کو برا سمجہتا ہون۔

حضرت اقدس۔ یہہ آپ کی غلطی ہے ہر شعر ایسا نہیں ہوتا۔ کہ اسے برا سمجہا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی شعر پڑہ لیا کرتے تہے۔ صحابہ شعر پڑہا کرتے تہے۔

مہدی حسن۔ قرآن شریف شعرا کی مذمت کرتا ہے۔

الشعراء یتبعھم الغاوون

حضرت اقدس۔ مین پہر کہتا ہون۔ کہ یہان ہر ایک شاعر کی مذمت نہیں کی گئی۔ اسپر **ال** بھی ہے۔ اس پر غور کرو۔ خبیث شعرا سے مراد ہے۔

ایڈیٹر) ناظرین کی توجہ ہم اس امر کی طرف خصوصیت سے دلانا چاہتے ہیں۔ کہ یہہ شخص اپنے مسلمات اور بیان میں اسات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پرغور مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کوئی بیان اسکا ایسا نہیں۔ جسکا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات تک نہ پہونچتا ہو۔ خدا رحم کرے)

اس کے بعد وفات مسیح کے سوال کو حل شدہ سمجھکر آگے چلنے کی تحریک ان کی رفقا نے کی مگر مہدی حسن صاحب ایسے جھلائے کہ ان سے پوچھنے لگے کہ تم نے وفات مسیح کو مان لیا ہے۔ وہ بولے۔ کہ ہاں۔

پھر مہدی حسن صاحب کو عجیب گھبراہٹ ہوئی اور تو کچھ بس نہ چلا۔ ان بیچاروں کو ہی لگے دبلانے۔ کہ تم مجھے سمجھاؤ۔ کہ تم نے کیا سمجھا ہے۔ تم علوم عربیہ سے ناواقف ہو۔ کچھہ منٹ تک ان میں باہم تکرار ہوتی رہی۔ آخر حضرت اقدس ؑ نے ان کو پھر مخاطب کرکے ان کی باہمی تکرار کا خاتمہ کیا۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس۔ وفات مسیح کا مسئلہ تو ایسا صاف ہے کہ اسپر وہی شخص حجت اور انکار کرے گا۔ جسکو خدا کا خوف نہیں۔ یا بدقسمتی سے اسے غور اور فکر کی قوت نہیں ملی۔ اور ساری باتون کو چھوڑکر ہم صحابہ ہی کے اجماع کو لیتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہوا۔ یہہ عام طور پر مسلمانون مین مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے اور اس صدمہ کی برداشت کی تاب نہ لاکر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پیش آیا۔ اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **مردہ** کہیگا۔ تو مین اسے قتل کردونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش دیکھا۔ تو وہ اُٹھے اور انہون نے خطبہ پڑہا اور یہہ آیت سنائی۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہین۔ اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب کے سب مرگئے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہہ سنا تو اپنی تلوار میان مین کرلی۔ اور کہا کہ یہہ آیت گویا آج ہی اتری ہے۔ صحابہ بازارون مین اس آیت کو پڑہتے پھرتے تھے اور بعضون نے شعر کہے۔

الغرض اب یہہ کیسی سچی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو صرف اس لئے پڑہا تہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر استدلال کرین۔ لیکن اگر کوئی نبی مثلاً مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا تہا۔ اور صحابہ کا اعتقاد یہی تہا تو کیا صحابہ مین سے ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ حضرت ابوبکر کا منہہ بند کرتا اور کہتا کہ آپ کیونکر کہتے ہین جبکہ مسیح ابھی زندہ ہے۔

مگر کسی نے کوئی اعتراض نہین کیا۔ بلکہ تسلیم کر لیا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلا اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیح علیہ السلام کی وفات پر ہی ہوا تہا۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم مین بہت سی آیات اس قسم کی موجود ہیں۔ تو یہہ مسئلہ بہت صاف اور روشن ہے

مہدی حسن۔ (اس تقریر کو سنکر پہر کچھہ بولے) مگر میرا تو یہہ سوال نہین۔ مین تو یہہ کہتا ہون۔ کہ مسیح ابن مریم کا وعدہ حدیثون مین کیوں کیا گیا۔ صاف لفظوں مین مثیل مسیح کہا ہوتا۔

حضرت اقدس۔ مین اس کا کیا جواب دون۔ یہودیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے۔ جب انہون نے کہا کہ لکہا ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے۔ میرے پاس ایک یہودی کی کتاب ہے۔ اس مین وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا ہم سے انکار مسیح کے وجوہات پوچھیگا۔ تو ہم ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھدینگے۔ کہ اس میں کہان لکہا ہے کہ ایلیا کا مثیل یوحنا آئیگا۔

الغرض

ایسے اعتراض پہلے ہی ہوئے ہین۔ اور مجھہ پر یہہ نئے اعتراض نہیں۔ اور یہہ اعتراض تو درحقیقت خدا تعالےٰ پر ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ غور کرین تو صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی سنت اسیطرح پر ہے۔

مہدی حسن۔ حکم بدل نہیں سکتا

حضرت اقدس۔ اگر آپ کا یہی مذہب ہے۔ تو مین آپ سے پوچھتا ہون۔ کہ حدیث مین جو آیا ہے۔ کہ ہر بچے کو جب وہ پیدا ہوتا ہے۔ شیطان مس کرتا ہے۔ مگر ابن مریم کو اس نے مس نہیں کیا۔ آپ اس کے کیا معنے کرتے ہین؟

کیا آپ کا یہہ مذہب ہے۔ کہ معاذاللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیطان نے مس کیا تہا۔ آپ کا یہہ مذہب ہے۔ تو بہت خطرناک ہے اور آپ کو پہر یہہ مشکل پیش آئیگی۔ کیونکہ آپ کہتے ہین۔ کہ حکم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔ مگر ہم تو ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اس کو روا نہین رکھہ سکتے بلکہ سن بھی نہیں سکتے۔ ہمارا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ اگر یہہ سنین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان نے مس کیا تہا۔ میرا مذہب ہے کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہوجاتا ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھے۔ **آپ خدا سے ڈرین** یہہ اصل آپ کو مجبور کریگی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مس شیطان کا عقیدہ رکہیں۔ اور اگر یہہ عقیدہ آپ نہیں رکھتے تو پہر اس حدیث کے معنے کرکے بتاؤ۔

ایڈیٹر۔ حضرت اقدس کی اس تقریر مین اسقدر زور اور جوش تہا کہ ہم الفاظ مین بیان نہین کرسکتے بار بار حضرت اس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ تمہارا یہہ عقیدہ سخت خطرناک **زد** ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حقیقت مین سخت حملہ ہے۔ ہم مسلمانون کے سامنے اپیل کرتے ہین۔ کہ وہ سوچین۔ کہ اسکا اثر کہانتک پہونچتا ہے اب مہدی حسن صاحب کو مشکل یہہ پیش آئی۔ کہ اگر وہ اپنے اس سوال کو واپس لین۔ کہ **حکم** کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ تو **مسیح موعود** کا مسئلہ حضرت اقدس کے مذہب پر ماننا پڑتا تہا اور اگر اس کو واپس نہ لین جیسا کہ انہون نے نہیں لیا۔ تو پہر مس شیطان کی حدیث کے معنے کرنے مشکل تھے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بار بار مطالبہ کیا۔ کہ اس کے معنے کرو۔ مگر ادہر سے بجز سکوت کے کوئی جواب نہ تہا۔ اگر بولتے تھے تو صرف یہہ کہ اس کے معنی بھی مین بتاؤنگا۔ معلوم نہیں کب آجتک تو بتائے نہیں۔ (ایڈیٹر)

اس کے بعد پہر حضرت اقدس نے اپنی تقریر کے سلسلہ مین فرمایا۔ کہ اصل بات یہی ہے کہ جیسے علامہ زمخشری نے لکہا ہے کہ ابن مریم سے مراد تمام مقدس ہین۔ ورنہ اگر اس کو مخصوص اور محدود کرین۔ تو اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہے۔

مین پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص دس دن میرے پاس رہے تو اس کو روئت کی طرح پتہ لگ جاوے گا۔ کہ خدا نے جو سلسلہ اسوقت

قائم کیا ہے وہ حق ہے۔

سائیل۔ پہر سوال وہی ہے کہ ابن مریم کی حدیث کو آپ مانتے ہین۔

حضرت اقدس۔ مین نے تو کہدیا۔ کہ اسیطرح مانتا ہوں۔ جسطرح قرآن اسکے معنے کرتا ہے۔ مسیح مرگیا اور اس کی جگہ اس کا مثیل آیا۔

دیکہو مین پہر کہتا ہون۔ کہ قرآن کو سب پر متقدم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے نکلا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اسکا محافظ ہے۔

مہدی حسن۔ پہر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، غیر مشتبہ الفاظ نہ بولتے۔ تو جہگڑا ہی کیون اُٹھتا۔

حضرت اقدس۔ یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گستاخی ہے کہ آپ کی شان مین ایسی الفاظ بولے جاوین۔ کہ انہوں نے مشتبہ لفظ بولے۔ آنحضرت نے کوئی مشتبہ لفظ نہیں بولا۔ یہہ آپ کا قصور فہم ہے وہ اسیطرح پر بولی جسطرح شروع سے خدا تعالےٰ انبیاء کے ساتہہ کلام کرتا آیا ہے۔

سائیل۔ پہر علم کی تاویل نہیں ہوتی

(**ایڈیٹر۔** شاباش بیٹے شاباش۔ مرغ کی ایک ہی ٹانگ گنے جانا۔)

حضرت اقدس۔ مین تو اسی بیہودہ اصول کی حقیقت بتا چکا ہون۔ کہ اگر یہی مذہب رکہا جاوے۔ پہر اسلام ہاتہہ سے جاتا ہے کیونکہ مس شیطان کی حدیث کے رو سے جو کہتے ہین۔ علم کی تاویل نہیں ہوتی۔ ماننا پڑے گا۔ کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی مس شیطانی سے بری نہیں۔ کوئی مسلمان نہیں ہے۔ جو یہہ عقیدہ رکہہ سکے۔

سائل۔ بس اب ہم نہیں پوچہتے۔

حضرت اقدس۔ ہم تو تہکتے نہیں۔ مگر انصاف بہی تو ہونا چاہیئے۔ مین اگر خدا کا خوف نہ کرتا۔ تو ہرگز یہہ تبلیغ نہ کرتا۔

اس کے بعد سائیل اپنے رفقاء کو لیکر چلا گیا۔ حضرت اقدس اس کے بعد چند باتین اسی کے متعلق فرماتے رہے۔ پہر احباب اپنی اپنی جگہ جاکر سو رہے ×

دوسرے دن حضرت اقدس علے الصباح مراجعت فرمائے دار الامان ہوئے۔ اور کوئی گیارہ ساڑہے گیارہ بجے کے قریب بخیریت دار الامان پہونچ گئے۔

باری تعالےٰ کا علم

یہہ ایک نہایت باریک صداقت ہے کہ علم باری تعالیٰ جسکی کاملیت کیوجہ سے وہ ذرہ ذرہ کے ظاہر باطن پر اطلاع رکہتا ہے۔ کیونکر اور کسطور سے ہے اگرچہ اس کی اصل کیفیت پر کوئی عقل محیط نہیں ہوسکتی مگر پہر بھی اتنا کہنا سراسر سچائی پر مبنی ہے۔ کہ وہ تمام علم کی قسموں مین سے جو ذہن مین آسکتی ہین۔ اشد واقویٰ واتم واکمل قسم ہے۔ جب ہم اپنے حصول علم کے طریقوں کو دیکہتے ہین۔ اور اس کے اقسام پر نظر ڈالتے ہین۔ تو ہمین اپنے سب معمولی علموں مین سے بڑا یقینی اور قطعی وہی علم معلوم ہوتا ہے جو ہمکو اپنی ہستی کی نسبت ہے کیونکہ ہم اور ایسا ہی ہر ایک انسان کسی حالت مین اپنی ہستی کو فراموش نہیں کرسکتا اور نہ اسمین کوئی شک کرسکتا ہے سو جہانتک ہماری عقل کی رسائی ہے۔ ہم اس قسم کے علم کو اشد واقویٰ و اتم واکمل پاتے ہین۔ اور یہہ بات ہم سراسر خدا تعالیٰ کی ذات کامل سے بعید دیکہتے ہین۔ جو اس درجہ اور اس قسم کے علم سے اُس کا علم اپنے بندون کے بارہ مین کمتر ہو۔ کیونکہ یہہ بڑے نقص کی بات ہے کہ جو اعلیٰ قسم علم کے ذہن مین آسکتی ہے وہ خدا تعالیٰ مین نہ پائی جائے اور اعتراض ہوسکتا ہے کہ کس وجہ سے خدا تعالیٰ کا علم اعلیٰ درجہ کے علم سے متنزل رہا۔ آیا اس کے اپنے ارادہ سے یا کسی قاصر کے قصر سے اگر کہو کہ اُس کے اپنے ہی ارادہ سے تو یہہ جائز نہین۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے لئے بالارادہ نقصان روا نہیں رکہتا تو پہر کیونکر خدا تعالیٰ جو بذات خود کمالات کو دوست رکہتا ہے۔ ایسے ایسے نقصان اپنی نسبت روا رکہے اور اگر کہو کہ کسی قاصر کی قصر سے یہ نقصان اُسکو پیش آیا تو چاہیئے کہ ایسا قاصر اپنی طاقتون اور قوتون مین خدا تعالیٰ پر غالب ہوتا۔ وہ بزیادت قوت کی وجہ سے اُسکو اس کے ارادہ سے روک سکے اور یہہ خود ممتنع اور محال ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ پر آور کوئی قاصر نہیں جس کی مزاحمت سے اُس کو کوئی مجبوری پیش آوے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ ضرور خدا تعالیٰ کا علم کامل تام ہے۔ اور پہلے ہم یہی ثابت کر چکے ہین۔ کہ علم کی تمام قسموں میں سے کامل وتام وہ علم ہے۔ کہ جو ایسا ہو۔ جیسے ایک انسان کو اپنی ہستی کی نسبت علم ہوتا ہے سو ماننا پڑا کہ خدا تعالیٰ کا علم اپنی مخلوقات کے بارہ مین اسی علم کی مانند اور اسی کی مشابہ ہے۔ گو ہم اسکی اصل کیفیت پر محیط نہیں ہوسکتے۔ لیکن ہم اپنی عقل سے جسکے رو سے ہم مکلف ہین۔ یہ سمجہہ سکتے ہین کہ بڑا قطعی اور یقینی علم یہی ہے۔ جو عالم اور معلوم مین کسی نوع کا بُعد اور حجاب نہ ہو سو وہ قسم علم کی یہی ہے۔ اور جسطرح ایک انسان کو اپنی ہستی پر مطلع ہونے کے لئے دوسرے وسائل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جاندار رہونا اور اپنے تئیں جاندار سمجہنا دونون باتین ایسی باہم قریب واقع ہین۔ کہ ان مین ایک بال کا فرق نہین۔ سو ایسا ہی جمیع موجودات کے بارہ مین خدا تعالیٰ کا علم ہونا ضروری ہے۔ اُسکے بہی عالم اور معلوم مین ایک ذرہ فرق اور فاصلہ نہین چاہیئے اور یہی اعلیٰ درجہ علم کا جو باری تعالیٰ کو اپنے تحقق الوہیت کے لئے اِس کی ضرورت ہے اُسی حالت مین اُس کے لئے مسلم ہوسکتا کہ جب پہلے اس کی نسبت مان لیا جائے کہ اُس مین اور اُسکے معلومات مین اسقدر قرب اور تعلق واقع ہے۔ جس سے بڑہکر تجویز کرنا ممکن ہی نہین اور یہ کامل تعلق معلومات سے اسی صورت مین اسکو ہوسکتا ہے کہ جب عالم کی سب چیزین جو اُس کی معلومات ہین۔ اُس کے دست قدرت سے نکلی ہون۔ اور اُس کی پیدا کردہ اور مخلوق ہون۔ اور اُسکی ہستی سے اُن کی ہستی ہو۔ یعنی جب ایسی صورت ہو کہ موجود حقیقی وہی ایک ہو اور دوسرے سب وجود اُسی سے پیدا ہوئے ہون۔ اور اس کے ساتہہ قائم ہون یعنی پیدا ہوکر بہی اپنے وجود مین اس سے بے نیاز اور اس سے الگ نہون۔ بلکہ درحقیقت سب چیزون کے پیدا ہونے کے بعد بہی زندہ حقیقی وہی ہو اور دوسری ہر ایک زندگی اُسی سے پیدا ہوئی ہو۔ اور اس کے ساتہہ قائم ہو۔ اور قیوم حقیقی وہی ایک ہو۔ اور دوسری سب چیزین کیا ارواح اور کیا اجسام اُس کی لگائی ہوئی قیدون مین مقید اور اُس کے ہاتہہ کے بندون سے بندہے ہوئے اور اس کی مقرر کردہ حدون مین محدود ہون اور وہ ہر چیز پر محیط ہو۔

اور دوسری سب چیزین جس کی ربوبیت کے نیچے احاطہ کی گئی ہون - اور کوئی ایسی چیز نہ ہو - جو اس کے ہاتھہ سے نکلی ہو - اور اس کی ربوبیت کا اس پر احاطہ نہ ہو یا اس کے سہارے سے وہ چیز قائم نہ ہو - غرض ایسی صورت ہو - تب خدا تعالیٰ کا تعلق تام جو علم تام کے لئے شرط ہے - اپنے معلومات سے ہوگا - اسی تعلق تام کیطرف اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے - جیسے وہ فرماتا ہے - **و نحن اقرب الیہ من حبل الورید** یعنے ہم انسان کی جان سے اُس کی رگ جان سے بہی نزدیک ہین - ایسا ہی اس نے قرآن شریف مین ایک دوسری جگہ فرمایا ہے **ھو الحی القیوم** یعنے حقیقی حیات اُسی کو ہے - اور دوسری سب چیزین اس سے پیدا اور اس کے ساتہہ زندہ ہین - یعنی درحقیقت سب جانون کی جان اور سب قوتون کی طاقت وہی ہے - لیکن اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ وہ قدیم سے الگ کا الگ چلا آتا ہے - اور اس کی ربوبیت کا کسی چیز پر احاطہ نہیں - اور کوئی چیز اس سے ظہور پذیر نہیں ہوئی - تو اس صورت مین علم کائنات تو اُسے کیا ہوگا - بلکہ محدود چیز و نجین سے وہ بہی ایک چیز ہوگی جسکا کوئی اور محدد تلاش کرنا پڑے گا - اور یہہ بہی واضح ہے کہ جو چیز غیر مخلوق فرض کی جائے - اس کی نسبت یہہ تو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ خدا تعالیٰ کو اس چیز کا علم تام جو اس سے الگ اور غیر مخلوق اور قدیم ہے - کسی طور سے نہیں ہو سکتا اور با اینہمہ اس چیز کے نفس وجود پر نظر ڈالنی سے اسقدر لازم نہیں آتا - کہ خواہ نخواہ کسی درجہ کا ناقص علم بہی اس کے بارہ مین خدا تعالیٰ کو حاصل ہوا - اور کوئی دلیل اسبات پر قائم نہین ہو سکتی کہ کیون حاصل ہو ہان جو چیز ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی ہے - ضرور ہے کہ خدائے تعالےٰ کو معلوم ہو اور علم الٰہی سے باہر نہ ہو کیونکہ جو چیز نا معلوم ہے عطائے وجود اس کے لئے ممکن نہیں -

پس

علم ممکنات قبل وجود ممکنات خدا تعالیٰ کے لئے ہونا ضروری ہے - اور اس سے بالضرور ثابت ہے - کہ ممکنات باسترہا معلومات الٰہیہ مین داخل ہین - لیکن جس چیز کو ممکن اور حادث اور مسبوق بعدم ذاتی تسلیم نہ کیا جائے اور علت العلل کا اُس کو معلول در محاط نہ ٹہرایا جائے - اُس پر کوئی برہان عقلی قائم نہیں ہو سکتی - کیونکہ وہ علم الٰہی سے باہر ہے نہیں -

مثلاً

اگر روح کو مخلوق اور حادث نہ تسلیم کیا جائے - تو اسبات کے تسلیم کرنے کے لئے کوئی وجہ نہین - کہ ایک بے تعلق شخص جو فرضی طور پر پرمیشر کے نام سے موسوم ہے - روح کی حقیقت سے کچہہ اطلاع رکہتا ہے - اور اس کا علم اس کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کی نسبت پورا پورا علم رکھتا ہے - تو البتہ اس کے بنانے پر بہی قادر ہوتا ہے اور اگر قادر نہیں ہو سکتا - تو اس کے علم مین ضرور کوئی نہ کوئی نقص ہوتا ہے - اور اگر پورا علم نہو - تو قطع نظر بنانے سے متشابہ چیزونمیں باہم امتیاز کرنا بہی مشکل ہو جاتا ہے - سو اگر خدا تعالیٰ خالق الاشیاء نہیں - تو اس مین صرف یہی نقص نہین ہے کہ اس صورت مین وہ ناقص العلم ہے بلکہ اس سے یہہ بہی لازم آتا ہے کہ وہ کروڑ ہا روحو کے امتیاز اور تمیز اور شناخت مین روز بروز دہوکے بہی کہایا کرے اور بسا اوقات زید کی روح کو بکر کی روح سمجہہ بیٹھے - کیونکہ ادہورے علم کو ایسے دہوکے ضرور لگا کرتے ہین اور اگر کہو کہ نہیں لگتے تو اس پر کوئی دلیل پیش کرنی چاہیئے -

---

ڈومیسٹک

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو جناب حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ہان لڑکا پیدا ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولود مسعود کا نام **تقی الدین** رکہا ہم ڈاکٹر صاحب کو مبارکباد دیتے ہین - اور دعا کرتے ہین - کہ خدا تعالےٰ مولود مسعود کو والدین کی آنکہون کا نور اور کلیجے کی ٹہنڈک بنا دے - وہ خادم دین ہو - اور قوم اور ملک کے لئے مفید - آمین

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ

گڑہ شنکر کی شادی قاضی خواجہ علی صاحب ٹہیکہ دار شکرم لودہانہ کی صاحبزادی سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہو گئی - جس کے لئے ہم فریقین کو مبارکباد دیتے ہین - اس شادی کا تذکرہ ہم نے محض اس لحاظ سے کیا ہے کہ یہہ احمدی قوم مین ایک قابل نمونہ شادی ہے - ڈاکٹر صاحب کو اپنے خاندان مین کئی رشتے ملتے تہے - مگر انکی اصل غرض یہہ تہی کہ احمدی قوم مین ہو - اور مخالفون کے ہان نہ ہو - جس سے وہ قومیت کے قیود کو توڑنا چاہتے تہے - جو قوم کے قوم ہونے کی راہ مین ایک روک ہو سکتی ہین - ایسا ہی قاضی صاحب کا منشا تہا بہر حال خوشی کی بات ہے - کہ احمدی قوم اس ضرورت کو محسوس کر کے عملی طور پر قدم بڑہا رہی ہے کہ رشتہ ناطے اپنی ہی جماعت مین ہون -

---

جناب بابو محمد بخش صاحب ٹہیکہ دار کڑیالوالہ اپنے ان تمام احباب کو اطلاع دیتے ہین - جو ان سے خط و کتابت کرتے ہین کہ وہ اپنے پورے پتہ سے انہیں اطلاع دیا کرین - وہ خطوط پر اپنا پتہ محض اس خیال سے نہیں لکہتے - کہ وہ پورے واقف ہین - حالانکہ یہہ خیال بسا اوقات غلط ہوتا ہے - پس آئندہ کے لئے وہ اس التزام کی خواہش ظاہر کرتے ہین - ورنہ بصورت عدم تعمیل ارشادات معذور سمجہے جانے کے قابل ہین -

---

خریداران الحکم کے طبلق پران کا نمبر چہپا ہوا ہوتا ہے - الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مین اس **نمبر** کا اندراج از بس ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت قابل لحاظ نہ ہوگی -

---

گذشتہ ہفتہ مین جو اطلاع اشتہار معیار الاخیار کے متعلق شائع کی گئی ہے - اس کے متعلق حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام فیوضہم کے ایما سے اسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ چونکہ **خطبہ الہامیہ** کی اشاعت مین ابہی توقف ہے - اس لئے ممکن ہے - کہ وہ ایسے وقت پر شائع ہو کہ امیدوار پورے طور پر اس کے مضامین کو یاد نہ کر سکین اس لئے خطبہ الہامیہ کی بجائے **اعجاز المسیح** شامل کیا جاتا ہے -

+ آریون کے عقیدہ پر نظر (ایڈیٹر)

بقیہ مضمون ارادت حسین احمدی

استثنا ۱۸ : ۲۰ "لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے - جس کے کہنے کا مین نے اس کو حکم نہیں دیا - یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"

بڑی شرم کی بات ہے کہ آپ لوگ اس پیشگوئی کا مسیح کو مصداق بناکر بیچارے کو بدنام کرتے ہیں دیکھی خدانے صاف فیصلہ فرمادیا کہ جو نبی (یعنے جھوٹا نبی) مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ قتل کیاجاوے گا - پھر مسیح کو مصلوب مانکر کیونکر اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا سکتے ہیں -

بلکہ استثنا ۱۳ : ۱ سے ۷ تک کی آیات سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا - تو پھر مسیح کو مقتول مانکر تو اُنکی نبوت ہی ثابت نہیں ہوتی - چہ جائیکہ مثیلیت موسیٰ - اس لئے خدا جو عالم الغیب ہے اُسکو معلوم تہا کہ آپ لوگ ناحق اس پیشگوئی کو مسیح پر تہوپیں گے خاص اس تمیز کے لئے اس آیت کو یہاں فرمایا - اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امتحاناً جانچئے تو سبحان اللہ صاف طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ خدانے خاص اسی جانچ کے لئے آپکو بہت طرح سے آزماکر دکھلا دیا کہ وہ مثیل موسیٰ تہے :- پہلے قرآن شریف میں اس آیت کو نقل فرمایا "ولو تقول علینا بعض الاقاویل - لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" ترجمہ اگر نبی ہمپر کوئی جھوٹی باتیں افترا کرے تو ہم اُس کا داہنا ہاتھہ پکڑ لیں پھر اُس کی رگِ دل کاٹ ڈالیں پھر آپ کو ایک ایسی قوم میں مبعوث فرمایا جو ساری دنیا سے بڑہکر خونخوار اور غارتگر تہی اور جنپر کوئی بھی حاکم نہیں تہا کہ جس کے ڈر سے وہ خون کرنے سے رکتے - اور پھر یہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص قوم کی طرف ہوکر سب کو مخالف بنالیا - نہیں بلکہ اُنہوں نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنالیا یہاں تک کہ اُنکے عزیز و اقارب بھی اُنکے دشمن ہوگئے جیسے ابوجہل وغیرہ - اور اپنے گھر ہی کے لوگ اُنکے قتل کی فکر میں ہمیشہ لگے رہنے لگے - اور ابوجہل وغیرہ ہمیشہ لوگوں کو آپکی مخالفت پر ورغلاتا رہا - گویا آپنے ساری دنیا کے مقابل کھڑے ہوکر ساری دنیا کو اپنا دشمن بنالیا - مثیل موسیٰ کا دعویٰ کرکر یہودیوں کو اسبات کا اشتعال دلایا کہ کسی طرح اسکو قتل کرکے چھوڑیں - اس وجہ سے اُن نالائقوں نے کبھی پتھراؤ کا دیا کبھی زہر کھلا دیا کبھی عربوں کو بہکاکر اُنکے مقابل لائے کبھی منافق بنکر آملے کہ کسی طرح موقع ملے اور قتل کریں - اُس پر بھی خدانے یہ قادرانہ وعدہ فرمایا کہ "واللہ یعصمک من الناس" یعنے اللہ تجھکو اِن لوگوں سے بچاویگا اور یہ ہرگز ہرگز تجھکو قتل نہیں کرسکتے - پھر ساری دنیا کو مخاطب کرکے فرمایا "ویخوفونک بالذین من دون اللہ قل ادعوا شرکائکم ثم کیدونی فلا تنظرون" اور تجھکو خدا کے سوا اور چیز سے یعنی اپنی جماعت کی کثرت سے اور اپنی طاقت کے گھمنڈ سے اور اپنی مکر اور چالاکی سے ڈراتے ہیں تو اُنکو کہدے کہ تم اپنے شریکوں کو پکارو اور سب میرے مقابل پر کمر باندہو پھر دیکھو کہ کسطرح قتل سے بچکر مثیل موسیٰ ثابت ہوتے ہیں - اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے ! ایسے پُرخطر وقت میں یہ دعویٰ کہ میں مثیل موسیٰ ہوں اور تم مجھکو ہرگز ہرگز قتل نہ کرسکوگے اور پھر کس لاپرواہی کے ساتھہ زندگی بسر کی نہ محافظ تہا نہ بوڈیگارڈ - اور پھر آپکے مخالف آپکا کچھہ نہ کرسکے -

نمبر ۱۶ جناب من میں آپکی حالت پر کتنا افسوس کروں کہ اُس شخص کو جو قتل ہوکر صریح اپنا حال بتادے کہ میں مثیل موسیٰ نہیں ہوں تو آپ مثیل موسیٰ مانیں اور اُسکو جو فتح و نصرت کے ہرکارہ میدان میں گشت کرکے بہت عزت کی ساتہہ اس دنیا سے گیا ہو اُسکو نہ مانیں - کچھہ تو سوچئے ! اگر اور کسی وقت فرصت نہ ملے تو سونے ہی کے وقت دو تین منٹ ہی تو سوچ لیا کیجئے -

نمبر ۱۷ استثنا ۱۸ : ۲۱ و ۲۲ - "اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھہ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھہ کہے اور وہ جو اُس نے کہا ہے واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اُس نبی نے گستاخی سے کہی ہے - تو اُس سے مت ڈر -"

یہ بھی مثیل موسیٰ کی ایک نشانی ہے - جب کوئی دعویٰ کرنے والے کی پیشگوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے - اب اس نشانی پر جب ہم دونوں کو جانچتے ہیں تو یہاں بھی مسیح نہیں ٹھہرتے - دیکھئے اُنکی کتنی پیشگوئی مسیح کی جھوٹی ہوئی (۱) مسیح نے (متی ۱۲ : ۴۰) فرمایا کہ میں تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں رہوں گا جس طرح یونس نبی تین دن تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا - یہ پیشگوئی صریح خلاف واقع ہوئی - کیونکہ اول تو یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی رہے اور مسیح مرکر زمین کے پیٹ میں داخل ہوئے اور مردہ رہے - اور زندہ اور مردے میں کوئی مماثلت نہیں - بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو مسیح کا قبر میں رہنا صرف دو رات اور ایک دن ثابت ہوتا ہے - جمعہ کے روز شام کے وقت مدفون ہوئے (مرقس ۱۵ : ۴۲) اور اتوار کے روز پو پھٹنے سے پیشتر غایب ہوگئے (متی ۲۸ : ۱) -

واضح رہے کہ اگرچہ حال کی چھپی ہوئی بائبل میں دونوں جگہ یعنی متی ۱۲ : ۴۰ میں اور یونانی ۱ : ۱۷ میں تحریف کرکے تین اور دو رات کی جگہ تین رات دن بنادیا ہے - لیکن میرے پاس انگریزی اور اردو دونوں بائیبل پُرانے چھاپے کی موجود ہیں دونوں جگہ تین دن اور تین رات لکھا ہوا موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھہ لے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کو خلاف واقع ہونے سے عیسائیوں میں کیسی کھلبلی پڑی تہی جسکو مٹانے کے لئے تحریف کرڈالا -

(۲) لوقا ۲۱ : ۲۵ سے ۳۲ تک میں مسیح نے فرمایا تہا کہ اس پشت کے لوگ گذر نہ جائینگے کہ مجھکو (یعنی مسیح کو) جلال کے ساتھہ بدلیوں پر آتے دیکھینگے - لیکن اب ۱۹۰۰ برس گذر گیا اور ہنوز روز اول ہے - واضح رہے کہ اس پیشگوئی کے خلاف واقع ہونے کی تصدیق حواری اور آپکی علماکے قول سے ثابت ہوتا ہے - اگر آپ کچھہ چون وچرا کرینگے تو بتا دیا جائیگا -

(۳) مسیح نے پطرس کو بہشت کی کنجی عنایت فرمادی تہی پھر آخر وہ حضرت ایسے نکلے کہ کنجی دینے والے ہی پر لعنت کی اور اُسکا انکار کیا - (متی ۲۶ : ۶۹ سے ۷۴ تک) اور پطرس کی اسی ارتداد پر پولوس نے لعنت اور ملامت کیا - (گلانیون ۲ : ۱۱)

مراسلت

شحنۂ ہند کی پردہ دری

ہم نے اُسوقت سے شحنہ ہند کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے جب سے کہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی تحریر الحکم میں شحنہ ہند کے اعتراضات متعلقہ اعجاز المسیح پر شائع ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر شحنہ ہند کی غرض محض احقاق حق اور ابطال باطل ہوتی تو سب سے اول وہ اپنی تحریروں میں متانت۔ ثقاہت اور انصاف پسندی کی طرز کو اختیار کرتا۔ لیکن خود اُس کے ضمیمہ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ وہ بازاری لغات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ اور اسیطرح یہ کہ جسقدر واقعات اس میں لکھے جاتے ہیں وہ محض خیالی اور مصنوعی۔ پھر ان پر نوٹس لینے کی ہمیں کیا ضرورت ہے جھوٹا کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اُسکی بیہودہ سرائیوں پر کبھی نوٹس لینا نہیں چاہا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہم بازاری لغت سے ناواقف اور بھٹیاریوں کی بھٹیا۔ ریوں اور بامیور کی مینیاریوں کی مصطلحات سے محض ناآشنا ہیں یہ شحنہ ہند اور اسکے فرزندوں کو مبارک ہو۔ بہرحال ذیل میں جو خط درج کیا جاتا ہے وہ محض اس خیال سے کہ پبلک کو معلوم ہو جاوے کہ شحنہ کے ضمیمہ کے مضامین کی اصلیت کیا ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کو اس سے فائدہ پہونچے گا۔ ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

مکرمی اخویم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ضمیمہ شحنۂ الحق (شحنۂ ہند میرٹھ) جو ہمیشہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برخلاف افترا اور گندہ دہانی ظاہر کرتا رہتا ہے اگرچہ بموجب فرمان باری تعالیٰ اعراض ہی کے لائق ہے کیونکہ سوای بہتان اور سعید جھوٹ کے کوئی نیک اور راستی کی بات نہیں ہوتی تاہم ایسے دریدہ دہن اور دروغگو کا منہ کالا کرنے کے لیے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کا ایک تازہ خط بجواب استفسار حافظ غلام رسول صاحب احمدی مدرس مدرسہ اسلامیہ وزیرآباد کے نام جو مولوی محمد نجم الدین صاحب ساکن تھادیوال ضلع گجرات نے اپنے قلم سے لکھکر روانہ کیا ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اسکو اپنے مبارک پرچہ میں جگہ دیکر مخلوق خدا کو ضمیمہ مذکور کے ابلہ فریبیوں سے بچایا جاوے یہ وہی مولوی نجم الدین صاحب ہیں جنکی نسبت شحنۂ الحق اپنے پرچہ یکم ستمبر ۱۹۰۱ء میں کہتا ہے کہ معاذ اللہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کو اعلیٰ درجہ کا خوشامدی اور مخالف اسلام جانتے ہیں اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کرے۔

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

نقل خط مطابق اصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حافظ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ در مجددیت جناب موصوف و مؤیدیت او درباره اسلام کسے را از اہل انصاف خلافی نیست وانا نکہ شپر وار از شموس حجج و براہین او عاجز آمده سر بحجر تکذیب سپوزیده اند و بخجر تکفیر پے براہی بیراه نبرده اند بیان حضرت صادق البیان ایشاں را جوابے باصواب لاجواب ہست کما جاء عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ

اما ہیچ در الست کہ ادعائی مسیحیت حق است یا نہ واگر این امر بظاہر نظر خلاف نصوص و اجماع می نمودی بندہ از اول المومنین بران بودے اما الحال کہ این امر بسبب خلاف مذکور در موہم تردد ہست بجز توقف چارہ نیست ما انکار بالقطع روا نمی الا بدلیل قاطع واتباع الحبل را مثل سائر غیر مقلدین بلکہ اقوی تر از ایشان در دین میدانیم۔ العبد الضعیف المسکین محمد نجم الدین

اصل بات یہ ہے کہ ایڈیٹر شحنۂ الحق اور اسکے امثال چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھاویں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کو کمال کے عروج پر پہونچا کرے گا اگرچہ یہ منکر کراہت ہی کریں۔

مولوی نجم الدین صاحب ظاہر نظر میں مسیحیت کے دعوی میں تردد ظاہر فرماتے ہیں۔ سو ان کو واضح ہو کہ ہر ایک مامور من اللہ کے زمانہ میں ظاہری علماء نے اکثر ظاہر الفاظ پر غلطیاں کھائی ہیں لیکن اس امت مرحومہ کے لیئے خلافت تو ظاہر بنصوص صریحہ قرآن شریف سے ثابت ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرماکر علماء ربانی کو درجہ مسیحیت عطا فرما دیا ہے اور جب مولوی صاحب خود مانتے ہیں کہ کسی اہل انصاف کو حضرت مرزا صاحب کے مجدد اور مؤید من اللہ ہونے میں شک نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو شپروار ظاہر فرماتے ہیں تو کوئی اہل انصاف ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ جو بزرگ مجدد وقت اور مؤید من اللہ ہو وہ معاذ اللہ جھوٹا دعوی بھی کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے جہاں اتنی توفیق امام کی شناخت کی عطا فرمائی ہے اُمید ہے کہ وہ اس معرفت میں ان کا قدم بڑھا دیگا اور ضمیمہ شحنۂ ہند کے واسطے حضرت کا یہ شعر کافی ہے

برقمر عوعو کنی از سگ رگی
عزمہ کمتر نگردد زین سگی

والسلام

خاکسار محمد جان از وزیرآباد ۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء

میں نے بار ہا اس مضمون پر غور کی ہے اور صحابہ کی لائف کو متعدد مرتبہ پڑھا ہے جسقدر اخلاص ۔ سچی محبت اور مودت کا نمونہ میں انہیں پاتا ہوں اسکی نظیر مجھے نظر نہیں آتی ۔ کیا میں جناب موسی علیہ السلام کے صحابہ سے ان کو تشبیہ دے سکتا ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ یہ وہی تھے جنھوں نے ابھی نجات کے بعد کہ موسی علیہ السلام انھیں مصر کے آتشی تنور آہنی سے نکال کر لائے ۔ مگر مصر سے نکلتے ہی اپنے سامنے دریائے نیل کی موجوں اور پیچھے فرعونی لشکر کو دیکھکر نہایت بزدلی سے پکار اٹھے

یموسی انا لمدرکون

اے موسی ہم تو پکڑے گئے
خدا کا برگزیدہ نجات دیکر لایا ہے مگر ان کی فطرۃ میں ذرا بھی وثوق نہیں اور چلا اٹھے

یموسی انا لمدرکون

باوصفیکہ حضرت موسی علیہ السلام انہیں کہتے ہیں **کلا ان معی ربی سیہدین** ۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور کامیاب کریگا موسی علیہ السلام کا یہ فقرہ تو چاہیے تھا کہ ان کی روحوں سے نکلتا ۔ مگر وہ اسکو سنکر بھی کچھ ایسے مطمئن نہیں ہوئے آخر خدا نے انھیں نجات دی پھر بعد اس کے جب انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ خدا نے انھیں نجات دیدی اور ان کا دشمن سامنے غرق ہوا ۔ اسپر تو چاہیے تھا کہ آیندہ کے لیے ایک قابل نمونہ تبدیلی انہیں ہوتی مگر نہیں موسی علیہ السلام کی ذرا سی غیر حاضری میں انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور پھر جب ارض مقدس میں داخل ہونے کے لیے انھیں کہا گیا تو وہ بول اٹھے

اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون

صحابہ کرام کی حالت کو جب ان کے مقابل میں ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار ہوکر **اللھم صل علی محمد و علی ال محمد** کہنا پڑتا ہے صحابہ کیسے باریک بین اور نکتہ رس تھے ان کو موسی علیہ السلام کی قوم کا یہ فقرہ خوب یاد رہا ۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا کہ اے خدا کے رسول ہم وہ نہیں ہیں جو موسی علیہ السلام کی قوم کی طرح کہیں بلکہ نحن نقاتل عن یمینک وشمالک اب ایک غور کرنے والی طبیعت اس سے مزہ لے سکتی ہے کہ اس میں کسقدر شدت اور صلابت ایمان کی ہے ۔ یا وجودیکہ دنیا کا کوئی نظارہ سامنے نہیں اور دنیا کے اسباب کے لحاظ سے بالکل وہ خالی ہیں ۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ ایک کروڑ روپیہ لے کر کوئی سپاہی وہ اخلاص ظاہر کرسکے جو انھوں نے کیا بات کیا تھی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے

زندہ خدا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھ لیا تھا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جب یہ آواز انہوں نے سنی کہ جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس کی سات سات بالیاں نکلیں اور پھر خدا ان کو کئی کئی سو کر دیتا ہے ۔ تو انہیں کامل یقین ہوگیا اور لذت سے بھری ہوئی بصیرت حاصل ہوئی ۔ قریب ہے کہ کوئی شخص جو حقیقت شناس نہ ہو اسکو مبالغہ سمجھے مگر آخر ایک دن ایسا آیا کہ آفتاب کی طرح عیاں ہوگیا کہ

وہ جو خدا نے فرمایا سچ تھا

اس نصاری قوم پر گریہ آتا ہے جب وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے وہ پرانے کھنڈرات اور قطبین کی تلاش و تحقیقات میں کروڑہا روپیہ تباہ کرتی ہے اور اس زمین کے پیٹ چیر کر قسم قسم کے مواد مادیہ کے نکالنے میں لگی رہتی ہے اور کیا کیا کچھ وہ بال کی کھال نہیں اتارتی مگر افسوس ان کو معتردوں کو اگر نہیں سمجھ آیا تو یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راستی کا کیا کامل نمونہ تھے ۔

اور اس انسان کو خدا بنایا جسکی لائف کو اگر اسی آئینہ سے دیکھا جاوے جو خود انھوں نے پیش کیا ہے تو انہی تاریخ کی بنا پر عام نبیوں کے نشان بھی اس میں پائے نہیں جاتے۔

حیرت انگیز نظارہ ہوسکتا تھا اگر اس کی تعلیم کوئی حیرت انگیز اثر دکھاتی اور اس کے حواری عام مریدوں سے بڑھ کر کوئی نمونہ دکھاتے ۔ تو البتہ ہم سمجھ لیتے کہ کوئی خدائی چمک انہوں نے دیکھی ہے ۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اول درجہ کے سست اور بزدل اور امتحان میں صفر نمبر پانیوالے تھے کوئی انہیں سے لعنت کرنے والا اور کوئی تیس درم لے کر انہیں سے ہی پکڑوانے والا ثابت ہوا ۔ جب کہ جماعت کا یہ حال ہے تو پھر اسکو خدا بنانا کسی دانشمند کا ہی کام ہے آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے یسوع میں کیا دیکھا ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل نبی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم نے حیرت انگیز اثر دکھایا ۔ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ وہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے لیے طیار ہو اسکا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ

کسی ایسے کامیاب معلم کی نظیر پیش کرے

جو اس کی مانند نظیر تاثیر کی رکھتا ہو۔

اب میرا مطلب اپنے دوستوں اور بھائیوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تم بھی ۱۳۰۰ برس کے بعد ایک موقع پاتے ہو جو خدا کا خلیفہ اس رنگ میں آیا ہے اور محمد رسول اللہ

محمد رضا دفی

خطبہ

جو ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کو حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی نے پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے طور پر ناظرین کی خدمت میں پیش کیا

وکاین من نبی قٰتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین

بہت سے نبیوں کے ساتھ ہو کر اللہ والے لوگوں نے لڑائی کی پھر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں۔ ان مصیبتوں کے پڑنے سے ان کی قوتوں اور ارادوں میں ذرا بھی سستی پیدا نہ ہوئی اور نہ طاقت میں ضعف آیا۔ اور نہ دشمن کے آگے ہتھیار ڈالے اور اللہ تعالےٰ ایسے ہی ثابت قدموں کو پیار کرتا ہے۔ وہ ان جہادوں اور دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں یوں دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف کر یعنی تیری راہ میں جسقدر زور اور قوت کے ساتھ قدم اٹھانا چاہیے ہمیں جو کچھ نقص اور فتور واقع ہوا ہے اس کی پردہ پوشی فرما اور جو امر تیری مرضی کے خلاف اور تیرے نبی کے منشا کے خلاف سرزد ہوا ہے تو اسے بھی ڈھانک دے اور اس جہاد کی راہ میں ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ اور دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا کر اور ایسا ہوا کہ خدا نے انھیں دنیا کی کامیابی بھی عطا کی اور آخرت کا اچھا بدلا بھی دیا اور اللہ محسنوں کو پیار کرتا ہے

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جس طرح قدم اٹھایا ہے تمام دنیا کے مومنوں کے لیے اس میں عظیم الشان نمونہ ہے ان مصیبتوں کے ایام میں فوجوں کی وہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے اور جس طرح پر آج قسم قسم کے ہتھیار آئے دن ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ اسوقت کچھ بھی نہ تھا جیسے آج فوجوں کو باقاعدہ اوقات معینہ پر تنخواہ ملتی ہے + کوئی تنخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملتی تھی۔ آپ کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا۔ وہ دیکھتے تھے کہ ان کا سپہ سالار جو جان دینے کا حکم دیتا ہے بظاہر اس کے پاس کوئی سامان نہیں جسکو دنیادار آنکھ دیکھکر خوش ہو سکے۔ انسان کے سامنے جب تک کوئی خوش کن نظارہ نہ ہو وہ آگے قدم نہیں اٹھاتا۔ بہت سے نوجوان ہیں اکیس برس کی عمر بلکہ دو تین ہیں بی۔ اے یا ایم اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں مگر بعض کو ڈپلوما کے ساتھ ہی سل یا دق کی وجہ سے پیام اجل آ جاتا ہے۔ باینہمہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان نمونوں اور نظاروں کے ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا دلکش منظر ہی نسلوں اور ان کے بزرگوں کے سامنے ہے کہ وہ کشاں کشاں اس طرف چلے آتے ہیں۔ ہاں دلکش منظر ہے اور ضرور ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ایم۔اے۔ یا۔ بی۔اے ہو کر ایل ایل بی ہو سکتے ہیں مقابلہ کے امتحان میں شامل ہو کر اکسٹرا اسسٹنٹ بن سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ

یہ نظارہ ہے جو ان کو اس امر پر کبھی سوچنے بھی نہیں دیتا کہ کثرت محنت ہماری صحت پر کیا اثر کرے گی۔

آج جو فوجیں لڑائیوں پر جاتی ہیں ان کو خوب معلوم ہے کہ گورنمنٹ کے خزانے انعام دینے کے واسطے مالا مال ہیں۔

لیکن

عجیب بات یہ ہے کہ ایک ریگستان کے رہنے والے بے جاہ و بے حشم (جسکا بسا اوقات کھجور اور پانی پر گذارہ ہے اور کوئی آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی دولت بھی نہیں رکھتا) کے پاس وہ کیا مقناطیس ہے جس سے وہ لوگ اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں جو کسی کی اطاعت کرنا جانتے ہی نہ تھے حقیقت میں [illegible] پھر بھی نہیں [illegible] پر وہ لوگ اپنی جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں کوئی **ڈی زرٹر** بھی نظر نہیں آتا جو اپنی جان بچانے کے واسطے میدان جنگ سے بھاگ آتا ہو + جو لوگ فوجی حالات سے واقفیت رکھتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ باوجودیکہ انکو باقاعدہ تنخواہیں ملتی ہیں اور انکی ہر طرح سے مدارات کی جاتی ہے لیکن پھر بھی بہت سے ایسے نکل آتے ہیں جو اعلان جنگ کے وقت بیمار بن جاتے ہیں۔ مگر صحابہ کرام میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی جنگ کا حکم ہوا بہت سی مجبوریوں کے بعد محض دفاعی جنگوں کے لیے اور امن عامہ کے قیام کے لیے دیا گیا کیا رومیوں کے بالمقابل کیا کیانیوں کے مقابلہ میں باوصفیکہ وہ کوئی باقاعدہ فوج کے ممبر نہ تھے وہ محض اسی کام کے لیے نوکر نہ تھے لیکن پھر بھی اپنے ہی گھر سے ستو باندھ کر نکلے ہیں کوئی نہیں پوچھتا کہ ہتھیار کہاں سے لائیں اور کوئی نہیں کہتا کہ سواری کا کیا انتظام کریں

مگر

بشاش چہروں کے ساتھ گھروں سے نکل کر کھڑے ہوتے ہیں + دل میں ایک لذت اور رقت اور جوش ہے۔ پاؤں ایک انجن کی طرح دوڑتے ہیں وہ کیا بات ہے جس نے انکو اس قدر جوش دیا ہے

وہ اخلاص ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نے بروزی رنگ میں عزت کا جامہ پہنا ہے۔

وہ جنکی ولادت کا ٹھیک پتہ نہیں وہ قدسی صفات کو گندے ناموں سے یاد کرتے تھے اس لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ پھر اس کا بروز ظاہر ہو۔ پس خدا نے

احمد قادیانی (خدا کے صلوات اور برکات اس پر ہوں) اسی احمد مکی کے رنگ اور بروز پر پیدا کیا ہے۔ خدا نے ان تلواروں کے عوض میں روحانی جنگ شروع کر دی ہے اور حق و باطل میدان میں آ گئے ہیں شیطان اپنا آخری زور لگا رہا ہے پس مبارک ہے وہ جو اسوقت خدا کے فرستادہ کے ساتھ ہو کر اس

قلمی جنگ میں شریک ہو۔ اور جو قلمی جنگ نہیں کر سکتے ان کا فرض ہے کہ وہ زبان سے مال سے مدد دیں غرض کوئی ایسا نہ ہو کہ بزدلی ظاہر کرے پس سب ملکر دعائیں کرو۔ کہ اس امام کے ساتھ ملکر

دین کی اشاعت کریں

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قرآن کے جلال کے ظاہر کرنے والے ٹھیریں۔ آمین

میگزین

اردو ترجمہ میگزین کے متعلق ایک ضروری تجویز

غالباً بہت سارے دوست اکتوبر میں میگزین کے پہلے نمبر کے منتظر ہونگے مگر کچھ تو روپیہ کی فراہمی میں دیر ہو جانے سے اور کچھ سکرٹری صاحب کی بیماری اور کثرت اشغال سے میگزین کی باقاعدہ اشاعت نئے سال پر جا پڑی فی الحال اور غالباً ۱۵ نومبر سے پہلے پہلے پہلا نمبر میگزین کا جو یکم جنوری کو شائع ہونا چاہیے بطور نمونہ شائع کیا جائے گا۔ یہ نمبر معمولی نمبروں سے حجم میں کم لیکن اشاعت میں زیادہ ہوگا اور بطور نمونہ پبلک کے سامنے پیش کیا جاوے گا اس کے ساتھ ہی ایک مختصر اشتہار بھی میگزین کے متعلق ہوگا۔

خیر یہ باتیں تو انگریزی رسالہ کے متعلق ہیں لیکن اسوقت میں اپنے دوستوں کو جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں ایک اور امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ رسالہ انگریزی میں حضرت اقدس کے قلم سے نکلے ہوئے نئے نئے مضامین ہوا کریں گے اور عموماً وہی مضامین ہونگے جو پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسصورت میں اگر مضامین کی اشاعت صرف زبان انگریزی تک ہی محدود رکھی جاوے تو اردو خوان پبلک ان سے محروم رہیگی دوسری طرف انکی یعنی اشاعت زبان اردو میں انجمن کے مقاصد کے لیے غالباً مضر ثابت ہوگی۔ کئی دوستوں نے مجھ سے اسبارہ میں گفتگو کی ہے اور یہ کہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہی انجمن کیطرف سے اردو میں بھی ان مضامین کی اشاعت نہ ہو۔ اسمیں ایک دقت تو ضرور پیش آتی ہے یعنی یہ کہ انجمن اشاعت اسلام کی بڑی غرض صرف زبان انگریزی میں اشاعت ہے لیکن اسوقت جو مسئلہ پیش ہوا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ یعنی کیوں اردو خوان پبلک کو ان مضامین سے محروم رکھا جائے۔ جیسا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا میگزین کے مضامین صرف حضرت اقدس کے پرانے مضامین کے ترجمے نہیں ہونگے بلکہ عموماً ایسے نئے مضامین ہونگے جو پہلے پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اسلیے بعض احباب کی تحریک سے میں اسوقت اس تجویز کو دوستوں سے رائے اور مشورہ لینے کے لیے شائع کرتا ہوں کہ انگریزی رسالہ کے علاوہ انہیں مضامین کو اصل زبان اردو میں بھی انجمن اشاعت اسلام شائع کیا کرے اور یہ رسالہ بجائے رسالہ ماہواری کے سہ ماہی شائع کیا جایا کرے یعنی کل سال میں چار نمبر شائع ہوں۔ اسکی قیمت انگریزی رسالہ سے کسی قدر کم رکھی جاوے یعنی جیسا کہ میرا خیال ہے اگر انگریزی رسالہ کی قیمت پانچ روپے سالانہ رکھی جاوے تو اردو رسالہ کی قیمت تین روپے سالانہ رکھی جاوے۔ میں اسوقت زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ میری رائے میں ان عجیب مضامین کا جو یورپ میں شائع کیے جائیں گے اردو میں شائع کرنا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے یہ وہ ہتھیار ہونگے جو مختلف مذاہب کے تردید انکے حملوں کو روکنے اور اسلام کی خوبیوں اور مقابل پر اپنی نظیر آپ ہی ہونگے ایسے ہتھیاروں کا ہر ایک دوست کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے چونکہ وقت بہت تھوڑا ہے جسکے اندر یہ سارے فیصلے ہونے چاہییں۔ اسلیے میں سب دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ جو احباب میرے ساتھ اس قسم کی اشاعت میں متفق ہیں اور سہ ماہی اردو رسالہ خریدنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ اخبار کو پڑھتے ہی اس امر کی اطلاع دیں کم از کم ۳۰۰ درخواست کے جمع ہونے پر یہ معاملہ کمیٹی یا بورڈ میں پیش کر کے فیصلہ کیا جائیگا لیکن اس سے کم تعداد اگر درخواستوں کی ہوگی تو اس معاملہ پر زیادہ غور نہیں کیا جا سکیگا۔ اسلیے تاکیداً سب دوستوں سے التجا ہے کہ جو احباب اس تجویز کو پسند فرماتے ہوں وہ نہ صرف اپنی درخواست خریداری سے مطلع کریں بلکہ اس امر کی تحریک بھی دوستوں میں کر کے جسقدر درخواستیں اکٹھی کر سکیں روانہ فرما دیں اور اس میں کسی قسم کا تساہل نہ کریں ورنہ اس تجویز کو چھوڑنا پڑے گا۔ اگر یکم نومبر سے پہلے پہلے مطلوب تعداد درخواستوں کی جمع ہو گئی تو انشاء اللہ یہ تجویز عملدرآمد میں آ جائیگی بشرطیکہ بورڈ بھی اسکو پسند کرے۔ اور اس امر کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ ایک ناقابل عفو غلطی کا ارتکاب ہوگا اگر کوئی فرد قوم اس تجویز کا مفہوم الحکم کے کسی قائمقام کو سمجھے۔ بلکہ میگزین کی امداد اور اشاعت جسطرح قوم پر فرض ہے اسی طرح الحکم کی امداد و اشاعت قوم کا فرض ہے۔ الحکم کی خدمات جو آج گذشتہ سالوں میں کی ہیں کسی صورت میں اس قابل نہیں ہیں کہ قوم اسکی شکرگذاری اور لحاظ سے پہلوتہی کرے۔ اور میرے نزدیک معصیت ہوگی اگر اس تجویز کو الحکم کی اشاعت پر اثر انداز سمجھا جاوے پس میگزین کا اردو ترجمہ کا مقصد الحکم کے مقاصد کو وسیع پیمانہ پر قائم کرنا اور مضبوط کرنا ہے در انحالیکہ اسکی غرض انگریزی رسالہ کی بنیاد کو مستحکم کرنا بھی ہے چونکہ مختلف طور پر میگزین کے مضامین کی اشاعت غالباً بے لطف اور کم مفید ہوتی اس لیے ایسا ارادہ کیا جاتا ہے کہ سہ ماہی وار اس کا ترجمہ الگ بصورت کتاب شائع کر دیا جاوے جسکا فائدہ یہ ہوگا کہ قوم ان گرانقدر جواہرات سے جو انگریزی زبان میں ہونگے محروم نہ رہیگی اور میگزین کی مالی امداد کی ایک صورت پیدا ہو جائیگی بہرحال اگر نومبر کے شروع سے پہلے پہلے تین سو درخواستیں آ جائیں تو یہ امر بورڈ کے سامنے پیش ہونیکے قابل ہوگا اور پھر بشرط منظوری بورڈ ایسا انتظام کیا جا سکے گا لہذا بہت جلد درخواستیں مع اپنی رائے کے خریدار بھیجدیں والسلام

خاکسار محمد علی ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء

مختصر نوٹ اور نکات

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کے الہامات اس قسم کے ہیں کہ جس سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء یا صفات یا محامد میں شریک پائے جاتے ہیں۔ ایسے معترضین کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے مساوات نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی گنجائش نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔ مگر یہ بات کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ کے الہامات ایک قسم کی شراکت ظاہر کرتے ہیں اسکا سرّ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بنا پر کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہمیشہ ظاہر ہوں اور آپکی فضیلت کا زندہ ثبوت ملتا رہے اور حضور کے نور اور قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کریں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہو جاتے ہیں خدا انکو خالی اور صفا شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات انکے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ انکی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ برکات اور آثار اور آیات ان سے صدور پاتی ہیں حقیقت میں ان تمام تعریفوں کا مرجع تام اور اُن تمام برکات کا مصدر کامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے ہیں مگر چونکہ متبع سنن ان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے غائت اتباع کی جہت سے اس شخص نورانی کے لئے جو وجود باجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے بمثل ظل کے ٹہیر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا ہوتی ہیں اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ امر مدارج اور مراتب پر منحصر ہے جس جس قدر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر یہ ثت بہ اس میں منعکس ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ بدیہی امر ہے کہ سایہ میں وہ تمام وضع اور انداز ظاہر ہوتی ہے جو اس کے اصل میں ہوتی ہے ہاں سایہ اپنی ذات میں قایم نہیں اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اسمیں موجود نہیں بلکہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ اس کے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے جو اس میں نمودار اور نمایاں ہے۔ اس قدر بیان کے بعد اب اس امر کا بیان کرنا خالی از منفعت نہیں ہے کہ چونکہ مسیح موعود وہ شخص ہے جو شدت متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ایسا فنا فی الرسول ہوگا کہ وہ مہدی ہونے کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پر آئے گا گویا جمیع افراد امت محمدیہ میں سے شدت مشابہت اس کو حاصل ہوگی۔ اور یہ مسلم امر ہے پس لازمی طور پر مسیح موعود کے مکالمات اور محامد اور صفات اللہ تعالیٰ نے وہی بیان کئے ہیں جو اس کے اس اصل (صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں) جس کا یہ ظل واقع ہوا ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں بروز کہلاتا ہے۔ اور اس طریق انعکاس انوار سے جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اور جسکا اکمل فرد مسیح موعود ہے فایدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تام ظاہر ہو کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہو اور ہمیشہ روشن ہوتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے جس سے دوسرا چراغ روشن نہ ہو سکے۔ اور پھر اس سے امت محمدیہ کا کمال اور فضیلت دوسری اُمتوں پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس میں افاضہ دائمی موجود ہے جو دوسری امتوں میں نہیں ہے اور پھر حقیقت اسلام کا ثبوت ہر وقت تازہ رہتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اس کے انوار و برکات ایسی نہیں ہیں جن کا گذشتہ زمانے پر حوالہ دیا جاوے بلکہ اب بھی وہ برکات اور انوار اسی طرح موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔

اس جگہ اگر اس وہم کا ازالہ بھی کر دیا جاوے تو غالباً مفید ہوگا کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کے الہامات میں آپ کی بڑی بڑی تعریفیں کی گئی ہیں جیسے یا احمد بارک اللہ فیک۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وغیرہ اس کا سرّ یہ ہے کہ تا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی تاثیر دنیا کو معلوم ہو۔ اور حضرت خاتم الانبیاء کی شان بزرگ پر دنیا کو اطلاع ملے کہ اس آفتاب عالمتاب کی کیسی اعلیٰ درجہ کی تاثیریں ہیں کہ جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجہ تک پہونچاتا ہے اور کسی کو آیت اللہ اور حجۃ اللہ کا درجہ عطا کرتا ہے۔ اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے

غرض یہ ایک لذیذ اور لطیف سرّ تھا جسکو کوتاہ اندیش مخالفوں نے نہیں سوچا۔ کاش وہ اس مقام پر غور کرتے اور حظ اُٹھاتے۔

شہری آف دی کانفلکٹ بطوین سائنس اینڈ ریلیجن میں لکھا ہے۔ کہ مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کردیا تھا۔ کہ وہ حکومت وسلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہوسکتا ہے۔ مگر اس نے ہی اپنے حریف (شرک وکفر) کے استیصال کے لئے قوی نہ تھا۔ بنابریں غیر مذہب کے ساتھ اس کے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ دونو کے اصول خلط ملط ہوگئے۔ اس مادہ میں عیسویت واسلام میں تناسب نہیں ہے

اسلام نے اپنے مخالف فریق کو بکلی معدوم کردیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا۔

حقیقت میں اسلام کو یہہ قابل ناز فخر حاصل ہے۔ کہ شرک وکفر کے استیصال کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی زبردست مذہب نہیں۔ ہمارے خیال میں مسیحی مذہب حکومت کے انتظام کے لئے اپنے اندر کوئی قواعد ودستور نہیں رکھتا۔ جیسا کہ سوشل اصلاح کے لئے اس میں کوئی اصول نہیں ہے۔

ہمارا یہ کہنا نرا دعوے ہی دعوے نہیں۔ بلکہ مستحکم دلایل کی بنیاد پر ہے۔ اگر مسیحی مذہب ایسے اصول اور قواعد رکھتا ہے۔ تو ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ مناکحت کے متعلق کیا قواعد انجیل میں درج ہیں۔ اور حکومت کے متعلق اس نے کیا قوانین لکھے ہیں۔

عیسائی مذہب کی تعلیم پر اگر غور کیجاوے یا کم از کم عمل کرنے کی سعی کیجاوے تو اپنا جمع جتھا بھی دشمن کے حوالے کرنا پڑتا ہے۔ چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی جاوے اور اس کا سر کچلا جاوے۔ اسی بنا پر بعض آزاد خیال لوگوں نے جنگوں کے سلسلے پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ عیسائی مذہب موقع اور محل کے لحاظ سے کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ وہ سوداوی اور صفراوی مزاج والوں کے لئے ایک ہی نسخہ تجویز کرتا ہے۔ برخلاف اس کے اسلام موقع اور محل کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہے اور یہہ فخر صرف اسلام ہی کو ہے۔

کوئی عمدہ اور پسندیدہ بات نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے نہ دیا ہو۔ اور کوئی بری اور ناپسندیدہ بات نہیں ہے جس سے اسلام نے منع نہ کیا ہو اسلام ہمکو ہماری حالت میں ایک راحت بخش مقنن ہے اور ایسے امور میں جو خاص ملک یا خاص آب وہوا اور خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ ایک آزادی بخش مذہب ہے کیونکہ جہاں ایک طرف

یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسری طرف **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا** فرماتا ہے۔

نجات کے متعلق

آریہ کا عقیدہ اور اصول بھی ضرور قابل غور ہے آریہ کہتا ہے کہ باوجودیکہ روح میں ابدی نجات کا اضطراری جوش اور طلب ہے۔ لیکن پرمیشر نے اس کی اس اضطراری خواہش کا کوئی سامان نہیں رکھا۔ اور ارواح کبھی بھی ہمیشہ کی نجات حاصل نہیں کرسکتی ہیں۔ ان کے نزدیک مکتی یافتہ ارواح کا واپس آنا بھی نجات ہی کے ضمن میں ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دنیوی عیش وآرام بھی **بدکاری** ہی کا نتیجہ ہے کیونکہ لوگ بدکار ہوئے اور انہوں نے فسق وفجور کیا تو وہ گائے یا گھوڑے یا گدھے بنے۔

پھر تعجب ہے کہ وہ بدکاروں کو کیوں کوستے اور نیکی کی تعلیم کیوں دینا چاہتے ہیں۔

مسیح

نے متی کی انجیل کے ۱۹ باب آیت ۲۴ میں کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔ ہمیں اس قول کو پڑھکر اور پھر یورپ اور امریکہ کی حشمت اور دولت پر خیال کرکے تعجب آتا ہے کہ اتنے بڑے دولتمند اور عیسائی بادشاہ جو برسوں کا ذکر آج کر رہے ہیں۔ الہی بادشاہت میں کیسے داخل ہوں گے اور پھر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ خود مسیح کے پاس بھی ایک معقول رقم جمع رہا کرتی تھی۔ جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تھا۔

بحالیکہ ابن آدم کو لومڑیوں اور ہوائی پرندوں کے مقابلہ میں سر رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی یہ عجیب گورکھ دہندا ہے کوئی نیک دل پادری اسے سلجھا کر دکھا دیں۔ تو انجیل پر احسان ہی کریں۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ نمبر اعظم مراد آباد نے جو غسل آتشین کرنے والے سکندر شاہ کی تعریف کی اور اس کے اس فعل کو اسلام کا معجزہ قرار دیا۔ یہہ دراصل اسلام پر ایک حملہ ہے جو کسی معقول پسند مسلمان نے بہت کم کیا ہوگا۔

حقیقت میں آگ پر چلنا یا مونہہ سے آگ نکالنا یا اور اسی قسم کے شعبدات کو اسلام کی حقانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے **اسلام** ہتھ ناٹک کرنے والوں یا مداریوں کا مذہب نہیں ہے لوگوں نے معجزہ کی حقیقت کے سمجھنے میں بہت سخت غلطی کھائی ہے انبیاء علیہم السلام نے کبھی اس قسم کی جرأت نہیں کی کہ وہ خدا کی ازمایش کریں۔ اور اپنے آپ کو آگ میں ڈالدیں یا سمندر میں گرادیں یا تلوار کے پھل پر گردن رکھدیں اور عجوبہ نمائی کا دعوے کریں۔ اگر کوئی شخص اس قسم کا مدعی ہو۔ تو وہ لاریب شعبدہ باز مداری ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ایسے مصائب اور مشکلات آتے ہیں کہ انپر مشابہ بالموت کی حالت آجاتی ہے اور دنیادار آنکھ جو زمین اور اس کے اسباب سے پرے نہیں دیکھ سکتی ان کی ہلاکت کا فتوے دیتی ہے

مگر

خدائے قادر وتوانا اس حالت میں ان کو **زندگی بخش** کر اپنی نصرت کا کرشمہ دکھاتا ہے اور وہ فعل آیات اللہ میں سے ایک **آیت** اور **حجت** ہوتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود کبھی نہیں کہا تھا۔ کہ مجھے آگ میں ڈالدو۔ میں زندہ بچ رہوں گا۔

نہیں

بلکہ خونخوار دشمنوں نے جب ان کے لئے یہ تجویز کی تو غیرت الہی کا امر خدائی اس نار کو یا نار کونی بردا وسلما کا حکم دے دیا۔

غرض

اس قسم کی شعبدہ بازی کو اسلام

کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نیر اعظم جیسی اخبار نے اس کو معجزہ قرار دیا۔ اور یہہ امر اس کی دینی معلومات کی کمزوری کی دلیل ہے۔

سکندر شاہ نے قریباً ہر جگہ ندامت اور ذلت کا مزا چکھا ہے

مگر

جو گت اس کی لکھنو میں بنی ہے اسے شاید وہ بہت جلد بھول نہ سکے گا۔ یہانتک کہ جو کچھہ اس نے وہان وصول کیا تھا۔ وہ سب کا سب واپس دینا پڑا۔ اور بڑی ذلت اٹھانی پڑی اور یہ نتیجہ ہے خدا کے راستباز کی اہانت کا نادان معرفت کے دقایق سے ناواقف اسے خوش اعتقادی قرار دین گے۔

مگر

ہم انہیں معذور سمجھتے ہین۔ جبکہ وہ بصیرت سے بہرہ ور نہیں۔ ملکی اخباروں کا یہہ کام ہے کہ وہ ایسے تماشہ کرنے والوں سے لوگوں کو آگاہ کرین اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے بدنام کنندہ اسلام کو روکیں کہ اس طرح پیر اسلام کی اہانت کرنے سے باز آوے

ڈاکٹر رحمت علی صاحب واپس میانمیر آگئے ہین۔ چنانچہ ان کا پتہ یہہ ہے

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۱۱ بنگال لانسر چھاونی میانمیر۔

امیر کابل کے مرنے خبر کی تصدیق ہو چکی ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہندوستان مین عام دفاتر مین ماتمی تعطیل رہی سردار حبیب اللہ خان صاحب اسوقت تک عملی طور پر امیر کابل ہین۔ امیر صاحب نے اپنی تزک مین اپنے جانشین کے سوال کا حل معما کی شکل بنا دیا تاہم موجودہ انتظام اور عمل ان کی خواہش ہی کا نتیجہ ہے۔ سردار حبیب اللہ خان صاحب کے متعلق حالات کے لکھنے کے لئے چودھری سلطان محمد خان صاحب الف۔ آر۔ جی ایس، بیرسٹر ایٹ لا سابق میر منشی گورنمنٹ افغانستان و اتالیق سردار حبیب اللہ خان صاحب موجودہ امیر کابل سے بہتر کوئی آدمی سر دست نظر نہیں آتا۔ اگر انہوں نے اس پر کچھہ لکھا تو غالباً بڑی دلچسپی سے دیکھا جاوے گا۔

ان رپورٹوں سے جو حال مین شایع ہوئی ہین معلوم ہوا ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے ماتحت جیسا کہ انکے سکرٹریوں نے معلوم کرایا ہے ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء تک ۱۳۴۴ پادری ملازم تھے ان مین سے ۳۰۱۸ دیسی پادری تھے اور باقی انگلش مین ایرشمین اور سکاچ کہا جاتا ہے کہ ان پادریوں کے لئے ایک لاکھہ ۱۳ ہزار چھہ سو تینس پونڈ کی رقم بھیجی گئی ہے جو مقامی چندوں کے علاوہ تھی اس قدر اخراجات کثیر کے بالمقابل صرف ۱۸۲۸ آدمی کی ترقی ہوئی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب اسقدر مصارف کے بعد ترقی کرنے والا مذہب نہیں ہے اور مشنری سوسائٹیوں کو اپنی مساعی مین پوری ناکامی ہے اور جب ہم دیکھتے ہین کہ یہہ تعداد بھی زیادہ تر ان لوگوں کی ہے جو پنچ قوموں کے ہین تو ہمین اس بات کے کہنے مین ذرا بھی تردد نہیں ہو سکتا۔ کہ فہیم اور شریف لوگ جو اپنے مذہب کے ماہر ہین وہ اس مذہب کی طرف کوئی التفات نہیں کرتے۔

عیسائی مذہب کی طرف اب صرف ان لوگوں کی توجہ ہے جو اپنی معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔

بہرحال بشپ ولڈن کا یہہ کہنا کہ عیسوی مذہب ترقی کر رہا ہے اور کافی روپیہ ہو تو سارا ہندعیسائی ہو سکتا ہے۔ عجیب ہے آپ کی یہہ ساری تقریر لاطایل اور بے دلیل ہے اور یہہ کوئی نئی بات نہیں بشپ صاحب ایسی خانہ ساز تقریرین کرنے کے عادی ہین۔ اور پھر ان کو وہ واپس بھی لینی آتی ہین۔

جیسا کہ انکے پچھلے طرز عمل نے بتایا ہے مگر ہم کیون ان کی اس تقریر سے یہ بات نہ پیدا کرین۔

کہ بشپ صاحب عیسائی

مذہب کی ترقی کا مدار اور رازصرف روپیہ سمجھتے ہین

ورنہ حقانیت کے قبول کرنے کے واسطے روپیہ کی کیا ضرورت

غالباً

علی گڈہی پارٹی ہمارے اس ریمارک سے کبھی خوش نہیں ہوگی (جس کی خوشی یا ناخوشی کی ہمین کچھہ پرواہ نہیں) کہ علی گڈہی کانفرنس جو امسال مدراس مین ہونے والی ہے اور جس کے متعلق ایک سرکلر لیٹر بھی مدراس کی محمڈن کمیونٹی کی طرف سے شایع کی گئی ہے اس چٹھی سے بھی صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس کانفرنس کو مذہب اور پالٹیکس سے کوئی تعلق نہیں۔

مگر

اب اگنے اکٹو کمیٹی کی روئداد مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء مین یہہ ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے کہ پبلک اور اخبارات مین اعلان کر دیا جاوے۔ جس مین صاف طور پر اس بات کا اظہار ہو کہ اس کانفرنس کو **مذہب اور پالٹیکس** سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کبھی اس کے جلسون مین ان مضامین پر بحث ہو

ہم عام مسلمانوں کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔ کہ جب کہ اس کانفرنس کو مذہب سے کچھہ واسطہ ہی نہیں پھر وہ اس کے اغراض ومقاصد کو قوم کے لئے مفید کیونکر قرار دیتے ہین؟

ہمارے خیال مین اس ریزولیوشن کے ہوتے ہوئے بھی اگر مسلمان اس کانفرنس کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکھہ سکتے ہین۔ تو لاریب تعجب ہوگا اب گویا یہ معما حل ہونے کو ہے کہ علی گڈہی کانفرنس کے مقاصد کیا ہین؟ وہ مسلمان مذہب کے ساتھہ کیا سلوک کرنا چاہتی ہے علی گڈہی کانفرنس کی تائید کرنے والے اخبار اس کے اس مقصد کی اشاعت کے باوجود بھی) قوم پر احسان کرین گے اگر وہ اس راز

دار الامان کا ہفتہ

۱ - حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود امام الدہر ایدہم اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کے حاشیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزا -

۲ - بعد شام حضرت اقدس مرزا خدابخش صاحب کی تالیف عسل مصفیٰ کو علی العموم سنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں -

۳ - اس ہفتہ میں پسرور سے بابو محمد ابراہیم اور شیخ فرزند علی صاحب اور شیخ الہ دین صاحب لودہانوی نارووال سے مع اور چند دوستوں کے تشریف لائے - بابو غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور کڑک ملک اڑیسہ سے میاں ضیاء الحق صاحب و سید اکرام الدین صاحب اور منشی نیاز علی صاحب تشریف لائے -

۴ - مدرسہ تعلیم الاسلام کا نو ماہی امتحان ہو چکا ابھی نتیجہ ظاہر نہیں ہوا - مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کی عمارت کی توسیع کا سوال در پیش ہے -

نئی تالیفات

۱ - ناسخ منسوخ کی بحث اور ایک شیعہ کے رد میں حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے دو پرانے خط حال میں انوار احمدیہ پریس قادیان میں طبع ہوئے ہیں جنکا جدا گانہ اشتہار دوسرے موقع پر درج ہے -

۲ - آسمانی فیصلہ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۹۲ء کی تالیف ہے جس میں مولوی نذیر حسین اور اس کے شاگردوں اور دوسرے مخالفوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف بلایا ہے اور ان نشانات سے جو خدا کے سچے مومنوں میں ہوتے ہیں فیصلہ چاہا ہے احباب کے اصرار سے دوبارہ طبع ہو رہی ہے - اگلے ہفتہ تک شائع ہو جائیگی - اسکی قیمت ۲ر علاوہ محصولڈاک ہوگی -

درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہئیں -

۳ - خطبہ الہامیہ کا حاشیہ ہی ابھی زیر طبع اور زیر تالیف ہے - ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب تک شائع ہو امید کی جاتی ہے کہ اس سال میں شائع ہو جاوے -

۴ - قاعدہ یسرنا القرآن ضروری ترمیمات کے بعد مرتب ہو گیا ہے اور طبع ہونے کے لئے پریس میں کاپیاں جانے لگی ہیں - جن احباب کی درخواستیں آرہی ہیں وہ محفوظ رکھی جاتی ہیں - اس کے طبع ہونے پر تعمیل کی جاویگی انشاء اللہ العزیز -

۵ - ازالہ اوہام کی طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے یہ حضرت اقدس کی دوسری کتابوں کی تقطیع پر چھاپا جاویگا - اور کوشش کیجاویگی کہ باوجود کتابت اور چھپوائی اور عمدہ کاغذ ہونے کے ناظرین کو نصف یا نصف سے بھی کم قیمت پر مہیا کیا جاوے - چونکہ صرف چار سو کاپیاں طبع ہونگی جو لوگ پہلے سے درخواستیں بھیجدیں گے انکو پھر تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت بہر حال پہلی قیمت تین روپیہ سے بہت ہی کم ہوگی زیادہ سے زیادہ ۱۲ قیمت ہوگی اگرچہ اس سے بھی کم کی توقع کیجاتی ہے

الحکم کے متعلق

۱ - ان احباب کا شکریہ ہے جو مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی پیکٹ وصول فرما کر اپنے حساب بے باق کر رہے ہیں اور بعض مجبور و معذور احباب سے شکایت ہے جو اس وقت تک بھی حساب صاف نہیں کر سکے -

۲ - اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب گرداور رفانونگو چونڈہ نے دو جدید خریدار دئے جنکے نام یکم نومبر سے اخبار جاری کیا جاویگا - میاں اچھے صاحب احمدی ضلع مین پوری سے نہ صرف اپنے نام جاری کراتے ہیں بلکہ ایک اور خریدار کا نام بھی بھیجتے ہیں -

لاہور سے مولوی ولی اللہ صاحب اپنی درخواست پر خریدار ہوتے ہیں - ایسا ہی دو اور خریدار ایک پہاڑپور شمالی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے اور دوسرے مونگیر سے خریداری کی درخواست بھیجتے ہیں - اور ایک صاحب کٹک سے جنکے نام اخبار بوجہ واپس آنے وی پی بند ہو گیا تھا مکرر درخواست پر عذر کر کے اخبار وی پی طلب فرما کر بقایا وصول کرنے کے لئے لکھتے ہیں -

الحکم کی یہ ہفتہ وار رپورٹ غالباً سرپرستان الحکم کے لئے خوشی کا موجب ہو گی - ہم ہر ایک خریدار الحکم کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض متعلقہ الحکم کو سمجھے اگر ہر واحد خریدار اس وقت چار چار خریدار دینے کا عہد کر لے - اور سال کے آخر تک وہ اس عہد کو پورا کر لے تو جنوری ۱۹۰۷ء کی پہلی اشاعت دو ہزار کی ہو سکتی ہے کیا تین ہزار سے زاید افراد کی جماعت میں فی ہزار سو بھی الحکم نہیں خرید سکتے خرید سکتے ہیں بشرطیکہ انہیں توجہ دلائی جاوے اور یہ کام ہے خریداروں کا جو ان فواید کو جو انہیں الحکم سے گذشتہ سالوں میں پہونچے ہیں دوسروں کے ذہن نشیں کریں -

اے قوم! الحکم احمدی قوم کا آرگن قرار پا چکا ہے اس کی توسیع اشاعت اور استقلال جہاں تک تیری ساتھ وابستہ ہے تیرا فرض ہے کہ تو اسکا لحاظ کرے - ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے معروضات پر توجہ کیجاویگی -

عسل مصفیٰ

مولفہ جناب مرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق ہیں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان قاضی ضیاء الدین اور رائل کو ٹلہ میں مولوی محمد زمان سے ملیگی قیمت ۸ علاوہ محصول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص و معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا قادیاں ہے ۔ دوا ہے شفا ہے عرض دار الاماں ہے

نمبر ۳۹ | دار الامن والامان قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

(۱۴ر ستمبر ۱۹۰۱ء بعد مغرب)

ام المومنین کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنکر

فرمایا

اعتراض کرنیوالے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کئے جاتے ہیں ورنہ **نبیوں** یا ان کے **اظلال** کی بیویاں اگر **امہات المومنین** نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ **ام المومنین** کیوں کہتے ہو۔) پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم **ام المومنین** کہو گے۔ یا نہیں؟ مسلم میں تو مسیح موعود کو **نبی** ہی کہا گیا اور قرآن شریف میں انبیا علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت اور بغض میں ایسا تجاوز کرتے ہیں کہ منہ سے بات کرتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا؟

جن لوگوں نے **مسیح موعود** کو شناخت کر لیا ہے۔ اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کرے گا۔ اور جو آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے تب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ آتے۔

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے کہ **خدا کا مامور** جو ہدایت کرتا ہے اور روحانی **اصلاح** کا موجب ہوتا ہے وہ در حقیقت باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے افلاطون حکیم لکھتا ہے کہ باپ تو روح کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے مگر استاد زمین پر سے پھر آسمان پر پہونچاتا ہے باپ کا تعلق تو صرف فانی جسم کے ہی ساتھ ہوتا ہے مرشد اور مرشد بھی وہ جو خدا کی طرف سے ہدایت کے لئے مامور ہوا ہو اس کا تعلق روح سے ہوتا ہے جس کو فنا نہیں ہے پھر جب وہ روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کی روحانی تولید کا باعث ہوتا ہے تو وہ اگر **باپ** نہ کہلائیگا تو کیا کہلائیگا۔

اصل یہی ہے کہ یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر ہی کچھ توجہ نہیں کرتے ورنہ اگر ان کو سوچتے اور قرآن کو پڑھتے تو یہ منکرین میں نہ رہتے۔

پھر اعتراض کیا گیا کہ **تصویر** پر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تصویر شیخ کی غرض سے بنوائی گئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

یہ تو دو دھر کی نیت پر حملہ ہے میں نے بہت تعجب

بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی - بات یہ ہے کہ چونکہ ہمکو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن میں تبلیغ کرنی منظور تھی - لیکن چونکہ یہہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہین کرتے - جب تک داعی کے حالات سے واقف نہ ہون اور اس کے لئے انکے ہان **علم تصویر** مین بڑی بھاری ترقی کی گئی ہے وہ کسی شخص کی **تصویر** اور اس کے خط و خال کو دیکھکر رائے قائم کر لیتے ہین - کہ اس مین راستبازی - قوت قدسی کہانتک ہے؟ اور ایسا ہی بہت سے امور کے متعلق انہین اپنی رائے قائم کرنے کا موقع مل جاتا ہے - لیکن اصل غرض اور نیت ہماری اس سے یہ تھی جس کو ان لوگون نے جو خواہ نخواہ ہر بات مین مخالفت کرنا چاہتے ہین اس کو بُرے بُرے پیرایون میں پیش کیا - اور دنیا کو بہکایا - مین کہتا ہون کہ ہماری **نیت** تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی - اگر یہہ نفس **تصویر** کو ہی برا سمجھتے ہین - تو پھر کوئی سکہ اپنے پاس نہ رکھین - بلکہ بہتر ہے کہ آنکھین بھی نکلوا دین کیونکہ ان مین بھی اشیاء کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے یہہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ "افعال کی تہ مین **نیت** کا بھی دخل ہوتا ہے -

الاعمال بالنیات

پڑھتے ہین مگر سمجھتے نہیں - بھلا اگر کوئی شخص محض ریا کاری کے لئے **نماز** پڑھے تو اس کو یہہ کوئی مستحسن امر قرار دین گے؟ سب جانتے ہین کہ ایسی نماز کا فائدہ کچھہ نہیں - بلکہ وبال جان ہے تو کیا نماز بری تھی؟ نہیں اسکے بد استعمال نے اس کے نتیجہ کو برا پیدا کیا -

اسیطرح

پر تصویر سے ہماری غرض تو اسلام کی دعوت مین مدد لینا تھا - جو اہل یورپ کے مذاق پر ہو سکتی تھی - اسکو تصویر شیخ بنانا اور کچھہ سے کچھہ کہنا افترا ہے - جو مسلمان ہین انکو اسپر غصہ نہیں آنا چاہیے تھا جو کچھہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے - وہ حق ہے اگر مشایخ کا قول خدا اور رسول کے فرمودہ کے موافق نہیں تو

نکالائے بد بریش خاوند

تصور شیخ کی بابت پوچھو تو اس کا کوئی پتہ نہیں - اصل یہہ ہے کہ صالحین اور قانتین فی اللہ کی محبت ایک عمدہ شے ہے - لیکن حفظ مراتب ضروری ہے -

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس خدا کو خدا کی جگہ رسول کو رسول کی جگہ سمجھو اور خدا کے کلام کو دستور العمل ٹھہرالو -

بس سے زیادہ چونکہ قران شریف مین اور کچھہ نہین کہ **کونوا مع الصادقین** پس صادقون اور فانی فی اللہ کی صحبت تو ضروری ہے - اور یہہ کہین نہ کہا گیا کہ تم اسے ہی سب کچھہ سمجھو - اور ہان قران شریف مین یہہ حکم ہے **ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اس مین یہہ نہیں کہا گیا کہ مجھے خدا سمجھہ لو - بلکہ یہہ فرمایا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی **اتباع کرو** - اتباع کا حکم تو دیا ہے مگر تصور شیخ کا حکم قرآن مین پایا نہیں جاتا -

سوال - جو تصور شیخ کرتے ہین وہ کہتے ہین ہم شیخ کو خدا نہین سمجھتے

جواب - مانا کہ وہ ایسا کہتے ہین - مگر بت پرستی تو شروع ہی تصور سے ہوتی ہے بت پرست بھی بڑھتے بڑھتے ہی اس درجہ تک پہونچا ہے پہلے تصور ہی ہوگا پھر یہہ سمجھہ لیا کہ تصور قائم کرنے کے لئے بہتر ہے تصویر ہی بنا لین اور پھر اسکو ترقی دیتے دیتے پتھر اور دہاتون کے بت بنانے شروع کر دئے - اور ان کو تصویر کا قائمقام بنا لیا - آخر یہانتک ترقی کی کہ ان کی روحانیت کو اور وسیع کر کے ان کو خدا ہی مان لیا - اب نرے پتھر ہی رکھہ لیتے ہین - اور اقرار کرتے کہ منتر کے ساتھہ ان کو درست کر لیتے ہین - اور پرمیشر کا حلول ان پتھرون مین ہو جاتا ہے اس منتر کا نام انہون نے **اواہن** رکھا ہوا ہے -

مین نے ایک مرتبہ دیکھا کہ میرے ہاتھہ میں ایک کاغذ ہے - مین نے ایک شخص کو دیا کہ اسے پڑھو - تو اس نے کہا اسپر **اواہن** لکھا ہوا ہے مجھے اس سے کراہت آئی - مین نے اسے کہا کہ تو مجھے دکھا - جب مین نے پھر ہاتھہ مین لیکر دیکھا تو اسپر لکھا ہوا تھا -

اردت ان استخلف فخلقت آدم

اصل بات یہہ ہے کہ خداتعالے کا خلیفہ جو ہوتا ہے ردائے الہی کے نیچے ہوتا ہے اسی لئے آدم کے لئے فرمایا کہ **نفخت فیہ من روحی** اسی طرح پھر غلطیان پیدا ہوتی گئین اصول کو نہ سمجھا کچھہ کا کچھہ بگاڑ کر بنا لیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ شرک اور بت پرستی نے اس کی جگہ لے لی ہماری تصویر کی اصل غرض دہی تھی جو ہم نے بیان کر دی کہ لنڈن کے لوگون کو اطلاع ہو - اور اسطرح پر ایک اشتہار ہو جاوے

(باقی آیندہ)

مختصر نوادرنکات

ہدایت کی راہ معلوم کرنے کے لئے خدا نے ایک **تثلیث** رکھی ہے اول سلسلہ کتب ایمانیہ جو سماع اور نقل کے رنگ مین عام لوگون تک پہونچتا ہے جنکی ہدایتون اور جزدن پر ایمان لانا مومن کا کام ہے اور ان کا مخزن اتم قرآن شریف ہے -

دوم - سلسلہ معقولات کا جسکا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہین - **تیسرا** سلسلہ آسمانی نشانون کا جسکا سرچشمہ نبیون کے بعد **امام الوقت** ہوتا ہے پس یہہ ایک تثلیث ہے جس سے ہم **ہدایت** کے چشمہ کو معلوم کر سکتے ہین مگر

کیا عیسائی تثلیث کو مانتے ہوئے اس معیاری تثلیث کے رو سے **ہدایت** کے وارث ثابت ہو سکتے ہین؟

یہہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لئے ہمین عیسائی عقاید کی **پڑتال** ضروری ہے مثلاً اگر عیسائیون کے جسمانی اور محدود خدا **یسوع** کو اس معیار پر پرکھا جاوے اور پہلی کتابون مین ان کے اس عقیدہ کی تلاش کی جاوے تو یقیناً کوئی پتہ نہ ملیگا اگر کسی کو شک ہو تو تورات پڑھ لے یا یہودیون سے پوچھہ لے -

پس

اس معیار پر تو یسوع کی **خدائی** پوری نہیں اتری اگر دوسرے معیار پر اس کو کسین یعنے عقل کے محک پر تو دیکھا

بھی صاف جواب ملتا ہے کیونکہ عقل کبھی تجویز نہیں کر سکتی کہ کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب کے لوازمات کا محتاج - بھوک لگنے پر بے بہارے انجیر کے پہل تلاش کرنے والا - منہ پر تھپڑ کھانیوالا - کمزور و ناتوان انسان خدا ہو سکتا ہے -

اب رہا تیسرا ذریعہ نشانات حقہ کا ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مانتے ہیں - کہ ان میں آج ایک نہیں جو نشانات دکھا سکے -

پہر

ہم عیسائیوں ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ کس بنا پر ہمیں **یسوع** کی خدائی منوانا چاہتے ہیں -

عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع ناصری ہمارے لئے مرا - اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا - مگر ہماری سمجھ میں یہ گورکھ دھندا نہیں آتا - کیونکہ کفارہ کی غرض یا تو یہہ ہو سکتی ہے کہ گناہ سرزد ہی نہ ہوں یا یہہ کہ تمام گناہ ہمیشہ معاف ہوتے رہیں - -

عیسائی دنیا پر احسان کریں - اگر اس راز کو سمجھا سکیں - کیونکہ ہم دیکھتے ہیں - کہ پہلی صورت تو بدیہی البطلان ہے - جبکہ یسوع ناصری کے رفیق حواری ہی باوجود اس کی صحبت کے گناہ سے نہ بچ سکے تو اسقدر بُعد زمانہ میں بچنا تو قریباً ناممکن ہے اور یورپ کے ممالک کا نظارہ اس خیال کی اور بھی تائید کرتا ہے -

رہی دوسری صورت کہ ہمیشہ گناہ معاف ہوتے رہیں - اور کسی چوری یا خون یا ڈاکہ کی سزا نہ دیجاوے یہہ خیال شریعت کی پاکیزگی کے صریح خلاف ہے اور ابدی احکام الٰہی منسوخ ہو جاتے ہیں

علاوہ بریں ہم نے کبھی کسی پادری سے نہیں سنا - کہ وہ اباحت کی تعلیم دیتا ہو - کیا عیسائی بتلا سکتے ہیں - کہ ان کے ہاں سب کچھ جائز ہے -

پیرچارک - لکھتا ہے کہ فرانس کے ایک مٹھ کے عیسائی درویش ایک خاص قسم کی شراب کے اجزا جانتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو شراب کی بدولت بڑی بھاری آمدنی ہے ہم کہتے ہیں - کہ کہیں اس قسم کی جدید تحقیقاتیں اس راز کو نکھول دیں جو مسیح کے شراب بنانے کے معجزات کی تہ میں ہو *

اسی اخبار نے لکھا ہے کہ عیسائیوں میں تیرہ [۱۳] آدمیوں کا ایک دسترخوان پر بیٹھنا نحس سمجھا جاتا ہے جس دن عیسٰی کو پھانسی دیا گیا تھا اس سے پیشتر رات کو آخری کھانے پر عیسٰی اور اسکے بارہ حواری بیٹھے تھے تو ان میں سے ہی ایک نے عیسٰی کو پکڑوا دیا تھا -

گو تیرہ [۱۳] کا اجتماع پہلے ہی سے منحوس سمجھا جاتا تھا لیکن اس واقعہ سے عیسائیوں میں **تیرہ** کا دسترخوان پر بیٹھنا زیادہ بدقسمتی کا نشان سمجھا جانے لگا -

یہہ وہم اسقدر زبردست ہے کہ اب تک بڑے سے بڑے تعلیم یافتہ عیسائی تیرہ اکٹھے ہو کر بیٹھنا نامبارک سمجھتے ہیں - ہمیں تو کچھ اس وہم پر بھی تعجب ہی سا آتا ہے اگر یسوع ناصری واقعی گناہوں کا کفارہ ہونے آیا تھا تو یہودا اسکریوطی نے تو احسان کیا کہ بہت جلد ان کے مشن کو پورا کر دیا وہ ثواب کا مستحق ہونا چاہیے نہ عذاب کا -

---

انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے گناہ یسوع نے اٹھا لئے -

پس

اس لحاظ سے ان کثیر گناہوں کی مزدوری بچارے یسوع کو **ابدی موت** ملے گی - یا نہیں ؟ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے مگر ایک اور ہی تعجب ہے - کہ باوجودیکہ خدا کا برہ (بہ اصطلاح انجیل) عیسائیوں کے گناہ اٹھا لے گیا - پہر بھی ہم عیسائیوں کے قبرستان آباد دیکھتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہہ معاملہ ہے کیا

نور افشان جو لودیانہ کا عیسائی اخبار ہے ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۰۱ء کے ایڈیٹوریل کالم میں فرانس کے ایک **جھوٹے مسیح** پر ریمارک کرتا ہوا **حضرت مسیح موعود** کا بھی ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبب ہے کہ لوگ عمداً دنیا کو ٹھگنے کے لئے مسیح ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں - اور عام لوگ ایسے لوگوں کی چالاکیوں میں آکر اپنا بہت سا روپیہ دینے کو طیار ہو جاتے ہیں !!

جو لوگ دنیا کو ٹھگنے کے لئے اس قسم کے جھوٹے دعوٰی کرتے ہیں ان کا انجام اور حشر خود ان کی تکذیب کرتا ہے اور ان کے مفتری ہونے پر مہر کر دیتا ہے جیسا کہ فرانس کے مسیح کا حشر ہوا -

لیکن اگر نور افشان کے ایڈیٹر کا یہ خیال صحیح ہے کہ یہ دعوے روپیہ ٹھگنے کے لئے کئے جاتے ہیں - تو غالباً ایڈیٹر صاحب کو مشکل ہوگی - کیونکہ انہیں ماننا پڑے گا کہ یسوع ناصری کا دعوٰی بھی کچھ ایسے رنگ میں ہوگا - اور یہودیوں نے اسی لئے ان کی مخالفت کی اور انہیں مجرم بنا کر رومی سلطنت کے حوالہ کیا کیونکہ ایسا ٹھگ جب تک ایک بار چل نہ گیا ہو - دوسرا کب اسے اختیار کر سکتا ہے -

افسوس ہے ان لوگوں کی عقل و دانش پر کہ یہہ جو بات کرتے ہیں بودی اور کمزور ہی ہوتی ہے مختلف مقامات پر لوگوں کا اس وقت مسیح ہونے کا مدعی ہونا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کے نزول کا وقت یہی ہے - اور انجیل میں لکھا ہے کہ درخت اپنے پہلوں سے پہچانا جاتا ہے -

پس

مسیح موعود کو بھی اس کے کاموں سے شناخت کرو - کیا تم نہیں دیکھتے کہ کاذب مدعیوں کا حشر کیا ہوا ہے ؟ اور یہہ خدا کا **صادق** اور برگزیدہ کس طرح پچیس سال سے پکار پکار کر دعوت کر رہا ہے اور آئے دن ترقی کر رہا ہے *

امیر کابل - کی وفات پر ایک مسلمان اخبار نے امیر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ **امیر مرحوم** نے افغانستان کو محشرستان بنا رکھا تھا اپنی افغانوں

کی آزادی اور حمیت کو بہت کچھ زائل کر دیا اور اگر چند برس اور زندہ رہتا تو افغانوں سے یہہ وصف بالکل معدوم کر دیتا"

اگرچہ ہمکو افسوس ہے کہ امیر صاحب نے اس **موعود** کا زمانہ پایا جس کی انتظار اور آرزو مین کروڑہا انسان گذر گئے تھے اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ مگر سیاسی حیثیت سے امیر کی اعلیٰ قابلیتوں کا اعتراف سبکو کرنا پڑا ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کا صادق خیر خواہ تہا۔ ہمین نہین معلوم کہ اس **اسلامی** پرچہ کا مقصد اس قسم کی رائے کے اظہار سے کیا ہے؟

بہتر ہوگا اگر وہ خود ہی اس کی مزید تشریح کر دے کیا اس کی رائے مین امیر کابل کو **مسٹر کروگر** کے نقش قدم پر چل کر آزادی کو خون سے خریدنا چاہیے تہا؟ یا سرحد کے مشورہ پشت وحشی افغانوں کی طرح آئے دن امن مین مخل ہونا چاہیے تہا ہمین اگر ان فقرات کا کوئی واضح مفہوم سمجھ مین آسکتا تو ان سطور کی تحریر کی حاجت نہ تھی۔ مگر یہہ رائے اپنی نوعیت کے نرالی پن مین ضرور اسی قابل ہے کہ اس کی تہ تک پہونچنے کی کوشش کیجاوے۔

سیریا کے بندرگاہ بیروت سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ایک خونریز لڑائی ہونے کی خبر آئی۔

الاعلان

عنقریب حضرت اقدس حجتہ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیا کی طرف سے ایک عجیب غریب اشتہار جو معرفت حقہ کے بڑہانے والا اور ختم نبوت و رسالت کی حقیقت پر مشتمل شائع ہونیوالا ہے یہہ اشتہار ہرگز ہرگز سرسری نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل نہین مومنوں اور منافقوں مین امتیاز ہوگا۔ سعیدوں اور جلد بازی نہ کرنے والونکی روحین اس سے لذت پائینگی پس ثبات قدم رہنے کے لئے دعائیں مانگو تا ایسا نہ ہو شیطان گمراہ کر سکے۔

شہادت آسمانی

ذیل مین ہم ایک خط درج کرتے جس کے پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاگا کہ آسمان کسطرح پر حضرت اقدس مسیح موعود کی تائید و نصرت کے لئے جہکا ہوا ہے۔ جیسا کہ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ بزرگ جس کے خط کو ہمنے درج کیا ہی ۲۹ ستمبر کو رویا دیکھتا ہی ہم امید کرتے ہین کہ سعید روحین اس سے فائدہ اٹھائینگی۔ (ایڈیٹر)

میرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام

بحضور فیضگنجور امام الوقت مسیح الزمان و مہدی دوران مجدد وقت میرزا مسیح موعود عالیجناب امام ربانی

ہر آنکس بہ نعلین تو عشق دارد۔ نہ پروائے جنت نہ خوف جہنم

بکمال ادب خدمت عالیمین عاجزانہ یہ التماس ہے کہ فدوی نے اپنے پاک پروردگا اور اسکے رسول برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کہا کر یہ مراسلہ خدمت عالی مین تحریر کیا ہے کہ اگر اس میرے خواب کے تحریر مین کچھ ایک زیادتی میری طرف سے ہو تو خدا تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور شفاعت آن رسول مقبول بروز قیامت مجھے نصیب نہ ہو۔ فقط۔

احوال خواب

بروز یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۹ہجری مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ عیسوی رات کے تین بجے مین نے خواب کیا دیکھتا ہون کہ ایک چھوٹا پہاڑ میرے کو دور سے نظر آرہا ہے اور وہان لوگ کثرت سے نظر آرہے ہین۔ مین نزدیک گیا تو کروڑہا آدمی جمع ہین اور جسطرف نظر کرتا ہون۔ وہانتک لوگ کثرت سے جمع ہین۔

اور یہہ آواز یکبیک آنا شروع ہوئی اے لوگو اپنے حواسین سنبھالو۔ آجکا روز بہاںپر شیخ شہاب الدین سہروردی تشریف لاتے ہین اتنے مین ایک بزرگ تہوڑی جماعت کیساتہہ اس پہاڑ پر ظاہر ہوکر تشریف فرما ہوئے۔ اور اس جماعت کیطرف مخاطب ہوکر یون کہنا شروع کیا۔

اے جلال الدین رومی اے نصیر الدین چراغ دہلوی اے بایزید بسطامی اے قطب الدین بختیار کاکی اور بھی بہت سی نامین لیکر پکارے وہ سب روبرو حضرت کے دست بستہ بیٹھ گئے اور اس بزرگ نے ایک کتاب ہاتہہ مین لئی ہوئے کہنا شروع کیا اے اروا حین خوشخبری ہو تمکو اس پاک پروردگا سے جو اس قیامت مین مطابق حدیث شریف اوس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امام الزمان مہدی دوران مجدد وقت نائب رسول عالیجناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے اور بہت سے معجزے اس امام سے ظاہر ہوچکے ہین۔ لیکن گمراہون نے ..... ان آسمانی انعامات سے بے نصیب ہوگئے ہین جیسا کہ تم دیکھ چکے ہو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ شق القمر ہوا لیکن گمراہون نے اس پاک معجزے کو سحر کا گمان کیا اور تم جو کتاب میرے ہاتہہ مین دیکھ رہے ہو تصنیف ہے اس مجدد وقت کے ہے اور اس کا نام کتاب مقدس براہین احمدیہ ہے اگر تم اس امام کا معجزہ دیکھنا منظور ہو تو پہلے استغفار اور درود پڑہو۔ بعد اپنے گناہونکی ... کو اپنی کلمی کبھی بار ہمین مت زبان پر لایا کرو۔ کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ زمانہ مین بہت سی بحر العلوم ہر ایک علوم و فنون کے روبرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ کے سب ہیچ تھے۔ اسیطرح ہم سب اس امام الزمان کے روبرو ہیچ ہین۔ کیونکہ وہ مہبط الہام ہے اور خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہے۔ اسکی خدمت اور بیعت گویا مین عبادت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ جسپر انعامات نازل کرتا ہے ہم اسکے نقش قدم پر چلین۔ کیا تم سورہ فاتحہ مین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم نہیں پڑہتے وہی امام ہے جس کے نقش قدم پر چلنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمین ہدایت دی ہے۔ اور مین خدا تعالیٰ سے مامور ہوا ہون۔ تا خوشخبری اس امام الزمان کی اور ہمین کو دو دن قیامت قریب ہے فکر نکرین۔ اتنے مین ایک شخص نے اسقدر بلند آواز سے کہی جس سے کہ مین نیند سے چونک اٹھا۔ فقط۔ الراقم خاکپائے میرزا صاحب ملا محمد نظام الدین احمدی المخلص بعرت ساکن کوہ تلیہ منوشہرو ...

گیارھویں چٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم شیخصاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان بھائی نے جو ہماری جماعت میں تو داخل نہیں مگر کسی قدر حسن ظن ضرور رکھتے ہیں۔ پانچ سوال بھیجے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش پڑھکر اُن کے دل کو اِن سوالات کی طرف توجہ ہوئی مگر کم علمی سے ان کے جواب پر وہ قادر نہ ہوسکے اور ان کے محلہ کے ہندو نوجوانوں نے زور سے ان کے جوابوں کا اُن سے مطالبہ کیا وہ لکھتے ہین۔ کہ ان سوالوں سے ان کے دل پر بُرا اثر پڑا۔ افسوس اعلوم دینیہ کی واقفیت نہ ہونے سے کتنا خوفناک اثر ان مسلمانون پر پڑ رہا ہے جن کا تعلق ہمارے مبارک اور الٰہی سلسلہ سے نہیں ہو آج زمانہ کی دہریت اور مذاہب باطلہ اور زمانہ کی ناپاک سوسائیٹون کے زہر سے بچنے کے لئے یہی سلسلہ ایک حصن حصین ہے حضرت امام ہمام مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو ذوق اور بصیرت اور محبت سے پڑہنے والے ہی ایک قوم ہین جن پر وساوس کا شیطان سلطان اور غلبہ پا نہیں سکتا مجھے اس خط کو پڑہ کر بڑا رنج آیا کہ ان سوالات کی کوئی اتنی بڑی ہستی نہین کہ ایک مومن قلب کو ذرا بھی جنبش دے سکین۔ مگر اُس شخص اور اس کے امثال کی تسکین قلب کے لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کا جواب لکھا جائے۔ مین اعتراف کرتا ہون۔ کہ حضرت امام علیہ السلام کی کتابون کو جن لوگون نے بالاستیفا پڑھا ہوگا وہ جستہ جستہ مقامات میں ان سوالوں پر روشنی پڑی ہوئی دیکھ چکے

مگر مین نے زمانہ کے مذاق کو مدنظر رکھکر ان پر یکجائی اور مفصل بحث کرنی ضروری سمجھی۔ اور اسیطرح ارادہ کیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کا جواب بتدریج شایع کیا جائے جو قرآن کریم کے خلاف لکھا گیا ہے مگر توفیق اللہ تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے خدا تعالےٰ اس کام مین میری مدد کرے اور مجھہ سے یہہ خدمت لے۔

والسلام

عاجز عبدالکریم۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۱ء

پانچ سوالوں کا جواب

سوال۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم مین بار بار قسمین کھانا کیا معنے رکھتا ہے۔

جواب۔ اس کے لئے اول غور کرنا چاہیے کہ کیا قسم درحقیقت کوئی مکروہ اور غیر مالوف شئے ہے؟ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ لا معلوم زمانون سے متمدن قومون مین یہہ متعارف رواج جاری ہے بنی اسرائیل کے مقدس صحیفون مین۔ ان کی قوموں مین۔ عیسائیوں کے مقدس صحیفون مین ان کی قومون مین اب تک یہہ شایع ذائع رسم ہے عیسائیوں کے پولیٹیشنوں نے بڑی کوشش اور سچی جانفشانی سے پولیٹکس (امور سیاسہ) کو مذہب سے جدا کرلیا مگر **قسم** کا مسئلہ ان سے خارج نہ ہوسکا۔ سرکاری ذمہ داریوں کے نازک عہدون پر متمکن ہونے سے قبل قسم کھانی لازم قرار دی گئی ہے چیف کورٹ کے لائق ججون کو اپنی ڈیوٹی کا گون پہنتے وقت **حلف** اٹھانی پڑتی ہے وائسرائے پابند ہے کہ اپنے بزرگ منصب پر فائز ہونے سے پہلے غلیظ قسم اٹھائے۔ ہمارے مکرم معظم بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کو زمام سلطنت ہاتھہ مین لیتے وقت قسم اٹھانی پڑی۔ کچہریون مین بڑی الجھن اور تاریکی کے وقت اصل حقیقت پر روشنی ڈالنے اور دراز خصومت کو کوتہ کرنے کے لئے **قسمین** قانوناً مقرر کی گئین۔

اس تعامل پر جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور تمدنون مین باوجود آپس کے شدید اختلافات کے پایا جاتا ہے سرسری نگہ ڈالنے سے ہی اطمینان قلب سے یہہ نتیجہ ہاتھہ آجاتا ہے کہ فطرت کے خالق کیطرف سے اصل خلقت اور خمیر جبلت مین قسم کی عظمت مرکوز اور مجبول کی گئی ہے اور علی العموم قسم معیار ہوتی ہے قسم کھانیوالے کی صداقت اور حقیقت کا۔ اگر استمراراً اور عادتاً جھوٹ اور دغا اور مغالطہ اور جعل بھی صدق اور حق کیطرح نزاع اور خصومت کے میدان مین خم ٹھونک کر پوری جرأت سے **قسم** کھاتے اور یون صدق کو شکست دیا کرتے اور آخر کار اس ذریعہ سے حق و باطل ملتبس ہوجاتے اور قسم سے حق کی تحقیق اور اظہار مین کوئی مدد نہ ملتی تو انسانی فطرتین ایسا سچا اور لااختلاف اتفاق اس مسئلہ پر نہ کرتین۔ اور اقلاً یہہ بات تو ضرور ہوتی کہ آج کل کی یورپین قومین یا نصرانی قومین جو اپنے منہہ کے دعوے کے موافق رسمی شریعت سے بیزاری ظاہر کرتی ہین۔ اس بھاری جوئے سے اپنی گردنیں نکال لیتیں ہیں اس بیان کے سُننے اور ان حالات کے سمجھنے کے بعد اگر انصاف کیا جاوے تو کوئی حق نہیں رہتا اور نہ ہی جائز موقع ملتا ہے کہ وہ لوگ اس مسئلہ قسم پر نکتہ چینی کی زبان کھولیں جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو پوری صحت بخش مانتے ہیں اور رات دن انہیں میدانوں میں اور پارکوں اور باغوں میں جسمانی عافیت کے لئے ہوا خوری کرتے ہیں۔

غرض پہلی شق بڑی صفائی سے حل ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ قسم انسان کی فطرت صحیحہ کے خواص سے ایک خاصہ ہے اور سچے اور روشن تمدن نے ہر زمانہ میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لیے اس مسئلہ پر بلااختلاف عمل کیا ہے اور یہ بھی کھل گیا کہ واقعی یہ اصل انسان کے معاملات کے انتظام میں ازبس مفید ثابت ہوئی ہے۔

اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن کریم کی قسموں کی حقیقت کیا ہے؟ اور نظام نبوت نے اس آلہ سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے؟

واضح رہے کہ قسم سے دو عظیم الشان فائدے قرآن کی صداقت اور حقیت اور نظام نبوت کو حاصل ہوئے ہیں۔ اول خاص اور مختص القوم فائدے دوم عام فوائد

عرب کی فطرت میں یہ اعتقاد راسخ کیا گیا تھا اور انکی روحوں کو پوری لذت سے پلایا گیا تھا کہ لغو قسمیں کھانے والے تباہ ہوجاتے ہیں اور ان کے مکان اور بلاد ویران ہوجاتے ہیں

چنانچہ ان کا یہ قول مشہور ہے

ان الایمان تدع الارض بلاقع

یعنی قسمیں آخر ملک کو ویرانہ بنا کر رہتی ہیں اور فی الحقیقت ہے بھی یونہی۔ عربوں کی صحیح اور سچی فطرت کا ہی یہ میلان نہ تھا بلکہ واقعات خارجیہ ہمیشہ اس امر کی شہادت دیتے رہتے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا جلدی یا دیر سے تباہ اور برباد ہو جاتا یا آج کل کے عرف کی اصطلاح میں ہم یوں کہدیں کہ اپنا اعتبار کھو دیتا اور شریف اور وضیع دونوں کی نگاہ میں خفیف ہو جاتا ہے۔ پھر اس انسان کا کیا حال ہو جو ایک طرف تو اپنی عظمت کا سکہ دوسروں پر بٹھانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اپنی عظمت کی تائید میں لغو قسموں کو بلاتا ہے کس قدر فضیحت اور خجالت اسے ہوگی جب سب پر کھل گیا کہ وہ جھوٹا اور طبل تہی تھا۔

اس مسلم اعتقاد اور متوارث عقیدہ کی بنا پر عرب کی قوموں نے بڑی صفائی سے دیکھ لیا کہ قرآن کریم نے اور اس کے لانے والے نے عزت اور احترام میں کس قدر ترقی کی۔ اور انہیں وہ سچی اور پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ جسکی نظیر کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس طریق سے ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سچی اور قرآن حق ہے۔ سنو اور غور سے سنو کیسا نازک موقع ہے اور دل کو خصوصاً اس دل کو جسمیں کوئی حامی کی رگ اور کذب کا داغ ہو کس قدر کپکپا دینے والا موقعہ ہے۔ جبکہ بہادر اور غیرت مند قوم آپ سے پوچھتی ہے۔

ویستنبؤنک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق وما انتم بمعجزین

یعنی یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کی بارہ میں تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہوگی اور وہ حق ہے اور تم اپنی زور و طاقت سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکوگے۔

اب غور کرو اگر یہ باتیں جو قسم سے پختہ اور پیر زور کی گئی ہیں صدق و قوع سے اپنی حقیت پر مہر لگا نہ دیتیں تو کیا اس جلیل الشان نبوت کا سارا تار و پود ادھڑ نہ جاتا۔ جسنے صاف لفظوں میں دعوی کیا کہ وہ تمام نبوتوں کو ختم کرنے والی اور تمام صداقتوں کی جامع نبوۃ ہے اور ساری گذشتہ کتابیں یہودیوں کی اور عیسائیوں کی پارسیوں کی اور چینیوں کی اپکی مقابل پر نبات کی صاف اور سیدھی راہ بتلانے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ ممکن تھا کہ خدا کاشی قوم کے سوال پر اتنا ہی کہدیتا کہ ہاں وہ حق ہے مگر فطری شعور اور احساس صداقت نے پر جوش تحریک کے مقابل جو قوم کے سوال سے پیدا ہوئی تو ما اس سچے اور خالص جوہر (قسم) کو جواب کے پر زور اور موثر بنانے کے لیے تحریک دی جو صحیح فطرتوں میں خالق حکیم کے خاص ارادہ سے امانت رکھا گیا ہے اب اس دوہری صداقت نے یعنی سچی فطرۃ کے باشعور زور اور شوکت نے اور پھر خارجی وقوع نے ہمیشہ کے لیے گواہی دیدی کہ

قسم درحقیقت معیار اور مایہ ناز
ثبوت ہے ایک مدعی کی صداقت کا

دوسری بات یعنی عام اور عظیم الشان فوائد قسموں سے کیونکر حاصل ہوسے؟ اسکی تفصیل یوں ہے کہ قرآن کریم ایک کتاب ہے جس نے تمام گذشتہ کتابوں سے بڑھکر یہ کام کیا کہ ہر ایک دعوی کے ساتھ دلائل بھی دیے اس بزرگ کتاب میں الوہیت اور نبوت اور معاد وغیرہ مسائل کے متعلق کوئی دعوی نہیں جس کے ساتھ قاطع دلیل موجود نہو۔ گذشتہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان کی باتیں تحکم اور دعوی سے زیادہ نہ تھیں۔ اور الہیات کے نازک مسئلوں پر جو یا اور کاوش کرنے والی طبیعتوں کو بھی کوئی برہان نہیں ملتی تھی۔ یہ عذر کیا جاسکتا ہے کہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کہ ان زمانوں کی طبیعتیں دلائل اور براہین کو سمجھ سکتیں۔ اور ان کی وحشیانہ فطرتیں مجرد دعوی اور نرے تحکم پر قناعت کر جاتیں اور اس لیے حکیم خدا کی مصلحت نے نہ چاہا کہ علوم نامفہ کے فیضان انپر کرے۔ کچھ ہی ہو اور کوئی باعث ہو امر واقعی یوں ہی ہے کہ قرآن کریم سے پہلے کسی مذہب کی کوئی کتاب نہیں جس نے دعوی بھی کیا ہو خود ہی اور بڑی تحدی سے دعوی کیا ہو اور پھر خود ہی اپنے اندر زبردست اور شافی اور مسکت دلائل بھی دیے ہوں۔ کیا **وید** کو طاقت ہے کہ وہ اس فخر کا استحقاق جتائے مثلاً اول تحدی کرے کہ **نیوگ** کا مسئلہ حق ہے اور نظام عالم کے لیے یہ مسئلہ ازبس ضروری ہے کہ ایک عورت زندہ اور قوی شوہر کے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے اولاد کی خاطر ایک اوپرے مشٹنڈے سے ہم بستری کرے اور گیارہ بچوں تک سمیٹ لینے کے لیے پوری جرات اور صفائی کر اس کے پہلو کو گرم کرے اور پھر پاک اور باغیرت وید نے اس مسئلہ کے مخالفوں کی حق میں انذاری پیشگوئی کی ہو۔ اور پھر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے ثابت کر دکھایا ہو۔ کہ اس مقدس رسم میں یہ فوائد ہیں یا مثلاً وید نے اپنے الفاظ میں یہ تحدی اور دعوی کیا ہو کہ خدا اور مادہ دونوں انادی ہیں اور خدا خالق کسی شئے کا نہیں اور پھر اس کے دلائل بھی دیے ہوں۔

مگر

نہیں وہ مردہ کتاب ہے سالہا سال دراز سے اس کی زبان کٹ گئی ہے اور اب مانا گیا ہے کہ اس گونگے کی بولی سمجھنے والا کوئی نہیں اگونگے کی ماں (الہی وید) ہی ہو جو گونگے کی بولی سمجھے۔ کالجوں اور سکولوں کے نوجوان ہندو انگریزی پڑھ کر جیالی اور سپیچیں کرتے ہیں۔ اور یورپ کے مہذب اتارتے ہیں انہیں قومی مصلحت نے یہ سمجھایا کہ مردہ وید کی طرف سے آپ ہی وکیل بنکر بولیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اندر سے خالی ممی کو پر تحریک عجائب خانہ میں رکھیں ان کو فاتح اور جری قوموں کی نقل پر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ کچھ قلمی زمانہ میں وہ بھی تبلیغی اور دعوت کرنیوالی قوم بنیں وہ وید وید پکارتے ہیں مگر کیا ہی خوب ہو جو الہیات کے بڑے اور ضروری مسئلوں سے ایک ہی مسئلہ کے متعلق وید کا اپنا دعوی صاف لفظوں میں اور پھر اسپر اسی کے اپنے الفاظ میں دلائل بیان کر کے ہمیں بتا دیں۔ بس یہ ہے کہ خدا کے لیے کوئی قوم اس خصوص میں ہماری کتاب مجید کا مقابلہ کرے اور ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ ساری کتابیں

اس بارہ میں بے برکت اور گنگی اور انہی ہی بجائے اس کے کہ ہندو نوجوان لغو بولا کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر نکتہ چینی کر کے اپنے تئیں مردہ وید کا دلیر اور بولنے والا وکیل ملنے پر فخر کریں انہیں مناسب ہے کہ ایک دفعہ اس مردہ کو بھی ملوا ئیں اور چاروں ویدوں کا عبارات اور لفظی ترجمہ شائع کر دیں۔

بائبل

تو پھر انجیل کا دل گردہ ہے کہ اس میدان میں قدم رکھے مثلاً انجیل بلا سند اور صریح لفظوں میں پر تحدی دعویٰ ایسے کہ عورت کا بیٹا خدا ہو سکتا ہے اور پھر اپنے ہی الفاظ سے براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کر کر اس کی الوہیت کے یہ دلائل ہیں اور یہ ممتاز اور وہ فوقی خواص ہیں جو کسی نوع انسان میں پائے نہیں جاتے مگر نہیں اس مردہ کتاب میں یہ جرأت کہاں۔ اسی نقص اور بے برکتی کا یہ اثر پڑا ہے۔ کہ یورپ میں مذہب سے آزادی اور دہریت کی وبا پھیل رہی ہے اور ان کتابوں کی بنا چونکہ کہانیوں اور مادی اور حسی کرامتوں اور شعبدوں پر تھی ضروری تھا کہ ان پر موت آ جاتی۔ وہ چند قصے کرامتوں کے اندھوں کے علاج اور مبروصوں کے اچھا کرنے اور جنوں بھوتوں کے نکالنے کے متعلق جو متی لوقا۔ مرقس اور یوحنا مورخوں کی داستانوں میں مذکور ہیں کیا علمی اور عقلی زمانہ میں بابرکت اور قابل وقعت رہ سکتے ہیں؟؟ جبکہ علوم طبیہ کے کمال اور اکتشافات جدیدہ کے عروج نے آج ان سے بڑھ کر کرامتیں دکھا دی ہیں۔ اور وید کی آگ پرستی اور ہوا پرستی اور ہر قسم کی مادہ پرستی علوم حقہ کے مقابل کبھی ٹھہر سکتی ہے؟

غرض

قرآن کریم کی نسبت خداوند کریم نے ارادہ کیا کہ آخر تک زندہ بابرکت اور ہادی کتاب رہے اس لیے اس میں علمی اور عقلی معجزوں پر زور دیا۔ اور ہر ایک صداقت کا مدار کار انکو ہی ٹھہرایا۔ قرآن کریم کا لازوال معجزہ جس کی نقل کوئی ساحر اتار نہیں سکتا اور تمام علوم حقہ اور فنون صادقہ اسکے جلال کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں اور جسے فخر ہے کہ قیامت کی ہولناک گھڑی تک مبارک اور سرسبز رہے یہی ہے کہ اس نے **الھیات** کے تمام ضروری مسائل کو براہین قاطعہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے اور کسی بات کو تشنہ کی حد تک رہنے نہیں دیا جبتک کہ اسے سیر نہ کیا اور لذیذ علم کا رنگ نہیں چڑھایا۔ اتنا کام تو کیا ان پاک اور بھوکی روحوں اور دلوں کے سیر اور مسرور کرنیکے لیے جنہیں سچے علوم کی پیاس اور بھوک لگی رہتی ہے اور ایک دوسری جنس کے مرعوب کرنے اور جمالی علوم کی تائید میں جلالی اقتدار اور قہاریت کے اظہار کے لیے معجزات اور خارق عادت کاموں کو قہری اور جلالی پیشگوئیوں میں محدود اور منحصر کیا قرآن کریم میں ہمارے نبی کریم رحیم خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی اثبات نبوت میں لوگوں کو اسطرف توجہ نہیں دلائی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کی چڑیاں بناتے ہیں یا جسمانی بیماروں کا علاج ایک **طبیب** اور ڈاکٹر کی شکل میں کرتے ہیں یا جن بھوت نکالنے اور جنتر منتر کرنے میں بڑے ماہر ہیں یا پانی کو شراب بنا سکتے یا انسان سے بھوتوں کو نکالکر سوروں کے گلہ میں داخل کر سکتے ہیں۔ یا ایک لاٹھی کو سانپ کی صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں اس لیے کہ ان باتوں کی ترکیب میں موت کے قابل مادہ رکھا ہوا تھا۔ اور یہ محدود المقام اور مخصوص الزمان باتیں تھیں جن کے وجود اور آثار کے مٹ جانے کے لیے بہت جلد وقت مقدر تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد زمانہ نے نیا چولا بدلا اور لمبی نیند سے آنکھ کھولی اور علوم جدیدہ کی روشنی سے فضائے عالم منور ہوئی۔ **ساحروں** یعنی علوم مادیہ حسیہ کے ماہروں نے جو آسمان سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں رکھتے ان سب کاموں میں **ید بیضا** پیدا کیا۔ مادر زاد اندھے اب علاج سے بینا ہوتے۔ بڑے خطرناک مبروص بھی شفایاب ہونے لگے۔ کوڑھی بھی اچھے ہوئے۔ آسیب زدہ (ہسٹیریا کی بیماری میں مبتلا جنہیں توہمات کے گرویدوں نے بھوتوں کے آسیب زدہ مانا ہے) شفایاب ہوئے۔ سخت ناقص کتاب اور تاریک زمانہ کی مخصوص ہدایت نے ایسے معجزات کو حقیقی معجزات کی وقعت پر پانی پھیر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ علی العموم معجزات کا انکار کیا گیا اور ان باتوں کے منکر کو بڑا دانشمند سمجھا گیا۔ چونکہ یہ ناقص کتاب (انجیل) ان توہماتی ہتھیاروں کے دباؤ اور رعب سے ایک اور غیبی چیز یعنی خدا کو منوانا چاہتی تھی اور پھر بد قسمتی سے اسے بھی ناتوان انسان کی صورت میں پیش کرتی تھی آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا کو ماننا بھی عقل و دانش کے خلاف سمجھا گیا اور یہ یورپین پبلک جہاں تک پہنچی کہ اسلام کے نادان خیر خواہوں نے بھی اس پر زور دیا اور فخر کیا کہ قرآن کریم کسی معجزہ کا دعویٰ نہیں کرتا۔

غرض

قرآن نے پیشگوئیوں کو علامت صداقت نبوت ٹھہرایا اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور بے سامانی اور ہر قسم کے مادی اسباب سے خالی ہونے کے ہر حال میں دشمن کے خذلان اور اپنی نصرت کی قاہرانہ مقتدرانہ لہجہ اور تحدی میں قبل از وقت خبر دینا۔ اور پھر واقعات خارجیہ یعنی تائید قدرت کا اسکی صاف شہادت دینا یہ ایسا علمی اور عقلی معجزہ ہے کہ علوم کی پیاسی طبیعتیں ہر زمانہ میں اس سے سیراب ہو سکتی ہیں اور کوئی ساحر یعنی جھوٹا صناع یا منجم یا رمال یا جفار یا کسی قسم کا مادی موجد اپنی کسی قسم کی سنگ کاری اور چالاکی سے اس کی نقل نہیں اتار سکتا۔ اور نہ ایسے مدعی کو کسی زمانہ اور میدان میں شکست دے سکتا ہے قرآن کریم ایسی جلالی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک زندہ اور مصفا آئینہ ہے

جس میں ہم ہیں قادر متکلم خدا کا چہرہ نظر آسکتا ہے اور یہی ایک یقینی نشانہ ہے

اسلام اور دوسرے مذاہب باطلہ میں !

دیکھو انجیل توریت اور دیگر مذاہب باطلہ کے حامی اور ان کی مردہ کتابیں ایسے نشانوں کے پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ وید کی بے برکتی اور موت نے یہ اثر کیا ہے کہ ہندو نوجوان انگریزی خواں اس اقرار میں فخر سمجھتے ہیں کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں اور انجیل کے ماننے والے اور یسوع مصلوب کے پرستار اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ لہو ولعب کے معجزے ختم ہو گئے اب ان کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ان پر کوئی قادر ہو سکتا ہے۔ مگر قرآن نے جیسا اپنا سارا مدار قاہرانہ پیشگوئیوں پر رکھا ہے یہی **دعویٰ کیا کہ اس کی تعلیم اور معجزات مرجانیوالی چیزیں نہیں** کہ ایک زمانہ میں تو ہوں اور دوسرے زمانہ میں ان کا نام و نشان نہ رہے اور دعویٰ کیا کہ علمی معجزہ اور صداقت کی نشانی یہی ہے کہ **حی و قیوم** خدا کی طرح ہر زمانہ میں اس کی نظیر پائی جاوے نہ یہ کہ پہلی مخاطب قوم کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کو نرے تحکم اور زور سے قصہ کے رنگ میں ایک بات منوائی جاوے قرآن کریم کے اس جلیل دعویٰ کے ثبوت کو سرسبز دکھانے کے لیے ہمارے زمانہ میں خدا نے

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

کو مبعوث فرمایا جن کو فخر ہے کہ یہ اصطلاحیں یعنی **زندہ اسلام۔ زندہ کتاب۔ زندہ خدا۔ زندہ رسول۔ زندہ زبان۔** آپ ہی کے وجود باجود کے واسطہ سے شائع ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کی برکات وانعامات جو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پاک وارثوں تک سارے راستبازوں کے شامل حال ہوتے رہے ہیں آپ کے شامل حال ہوں۔ یہ بات تذکرۃً آپڑی تھی دور نکل گئی

وللناس فیما یعشقون مذاہب

غرض منجملہ قرآن کریم کے ان اسلوبوں اور منہاجوں کے جو اس نے دعاوی کو دلائل سے مؤکد کرنے کے لیے اختیار کیے ہیں ایک یہ طریق

قسم کا بھی ہے

قرآن کریم کی قسموں کی فلاسفی یہ ہے کہ وہ ایک نظری اور عقلی چیز کو فہموں اور ذہنوں کے قریب کرنے کے لیے بدیہیات اور محسوسات کا سلسلہ پیش کرتی ہیں اور اس طرح روحانی علم کو جس کے سمجھنے میں عام طبائع پر بہت مشکلات پڑتی ہیں اور غیر مرئی اور اس عالم سے وراء اشیا کو جن کا ادراک اور احاطہ آسان کام نہ تھا حسی نظاروں کے رنگ میں لا کر دکھاتی ہیں

اس سے ایک دانا دل جو علوم کا پیاسا ہے سمجھ سکتا ہے کہ کیسا عجیب اور نازک اور مفید کام قرآن نے کیا ہے

اب ہم قرآن کریم کی بہت سی قسموں میں سے نمونہ کے لیے ایک دو قسمیں پیش کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کیسا بیش بہا خزانہ اس ذریعہ سے طالبان حق کو مل سکتا ہے اور یہ راہ علوم عالیہ حقہ کی اشاعت اور تفہیم کے لیے کیسی عجیب اور قریب راہ ہے

اول اسی قسم کو لیتے ہیں جسے ہم نے مضمون کے اثنا میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

ویستنبئونک احق ہو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین ٥

اور پوچھتے ہیں (اے محمد) اس پیشگوئی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ واقع ہوگی؟ تو کہہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے وہ ضرور ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ اس بیان کی توضیح اور صفائی کے لیے اول اس پیشگوئی کو لینا چاہیے جو کفار مکہ کی نسبت کی گئی اور وہ یہ ہے

قل ارءیتم ان اتٰکم عذابہ بیاتا او نہارا ماذا یستعجل منہ المجرمون۔ اثم اذا ما وقع اٰمنتم بہ آلئٰن وقد کنتم بہ تستعجلون۔ ثم قیل للذین ظلموا ذوقوا عذاب الخلد ہل تجزون الا بما کنتم تکسبون

اے پیغمبران سے کہہ کہ تم خوب غور کر کے اس کا جواب دو۔ کہ اگر خدا کا عذاب راتوں رات تم پر ٹوٹ پڑے یا دن کے کسی حصہ میں نازل ہو جاوے اور اسے واقع ہونا تو ہے ہی تو پھر مجرم اس کے وقوع کے لیے اتنی شتابکاری کیوں کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب سر پر آ چلے۔ کیا جب وہ سر پر آپڑا تب ہی اس کا یقین تمہیں آئے گا۔ پھر ہم اسوقت کہیں گے کہ اب تمہیں اس کا یقین آگیا اور تو اس کے وقوع کو ہنسی سمجھ کر محض طنز سے کہا کرتے کہ جلدی اس عذاب کو لاؤ۔ پھر اس سزا کے واقع ہونے کے وقت ظالم منکران حق کو کہا جائیگا کہ اب ہمیشہ کے لیے سزا کا مزا چکھو یہ ہے سزا تمہاری اپنی ہی کرتوتوں اور شوخیوں کی۔ یہ آیتیں سورہ یونس کی ہیں جو مکی سورۃ ہے۔ ان میں پر زور تحدی اور دعویٰ ہے جسکے زور اور شوکت کے مقابل بشری قویٰ ٹھہر نہیں سکتے۔ مخالفوں کو کہا گیا کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم دیکھلوگے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ کی اقتداری باتیں کیونکر پوری ہوتی ہیں اس عظیم الشان جلالی پیشگوئی کی قدر و عظمت کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ پیشگوئی کرنیوالے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کیا حالت ہے اور آپ کے اعدا کی کیا صورت۔ مکہ کی زندگی کو پڑھ کر دیکھلو۔ پاک اور

مصنوع تاریکیں منفقا گواہی دیتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے بے سامان ناتوان اور ہر قسم کے مادی اسباب سے تہیدست تھے۔ دشمن اپنے زور اور شوکت اور جمعیت اور مادی اسباب پر بھروسا کرکے آپ کے استیصال کے لیے مکائد اور تدبیریں سوچتے اور آپ کو اور آپ کے ناتوان اور بے سامان پیرودں کو سخت سخت دکھ دیتے۔ جب ان کو آنحضرت جیسے ظاہری بے سامان شخص نے قہری اور بلند الفاظ میں یہ سنایا کہ تم پر آسمان سے فتویٰ لگ گیا ہے۔ کہ میرے مقابل تم نیست ونابود ہو جاؤ گے۔ ضروری تھا۔ اور عادتاً ایسا ہونا لازم تھا۔ کہ وہ اپنی حالت اور مدعی کی صورت کو دیکھ کر بڑے استخفاف سے اس دعوی کو دیکھتے۔ وہ دیکھتے تھے کہ دو حریفوں میں مقابلہ ہے۔ اور دونوں کی طاقت میں کوئی نسبت نہیں وہ جانتے تھے کہ جنگ میں کامیابی اور ایک فریق کی ہزیمت کے کیا اسباب ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت کو محض بے سامان دیکھتے تھے۔ آسمان کی طرف انکی نگاہ نہ تھی اور یہ بات ان مادی لوگوں کی نگاہ میں جو اس زمانہ کے میٹریلسٹوں کی مانند ارضی حجابوں سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ہرگز نظر آتی نہ کہ مدبر حقیقی اور قادر متصرف کی طرف سے ایسے قدرتی اسباب جمع ہو جائیں گے کہ غالب مغلوب اور قوی ضعیف کر دیے جائیں گے وہ استہزا سے آنحضرت کو کہتے کہ وہ تمہاری عذاب کی دھمکی کب پوری ہوگی اور کب آسمان سے پتھر ہم پر برسیں گے قرآن کریم کے متعدد مقامات میں اس قسم کا مضمون آیا ہے۔

غرض ان مادہ پرست اور خدائی طاقتوں یا نبوت کے رازوں سے غافل لوگوں کو اس خوفناک سزا کی گھڑی کا راز جو ہنوز مخفی اور غیر مرئی چیز تھی اور مادی اسباب کے خلاف ایک دھمکی دکھائی دیتی تھی۔ سمجھانا مقصود تھا اور یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ آنحضرت ضرور کامیاب ہونے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور آپ کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

اس نظری دعوے کے ثبوت میں یہ قسم پیش کی گئی ہے **وَرَبِّیْ** اسکی تفصیل اسطرح پر ہے کہ نبوت ربوبیت کے فیضان سے ہے جس طرح خدا تعالیٰ کے اسم رب نے انسانوں کی جسمانی تربیت کے لیے ہر قسم کے ضروری سامان عطا کیے اسی طرح اس کی ربوبیت کے فیض نے نجات ابدی یعنی روحانی نظام کی تربیت اور اصلاح کے لیے سلسلہ نبوت کو قائم کیا خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ اثبات نبوت کیلیے اپنے اسم رب کو واضح اور محکم دلیل گردانا ہے پھر باوجود نبوت کی اسقدر ضرورت اور بقائے عالم کے اسباب میں سے ایک قوی سبب ہونے کے بھی نا قدر شناس اور کافر نعمت لوگ اس کی ایذا اور استیصال کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کامل نبوۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظالم دشمنوں نے ایسے ہی ارادے کیے اس پر خداوند عالم اور قادر غیور کے اسم رب کو جو نبوتوں کا مقرر کرنیوالا اور اپنے جلال کے اظہار کے لیے ان کا حامی اور مولا ہے۔ گواہ لایا گیا۔ یعنی ان راستی کے دشمنوں کو وعید اور انذار کے طور پر یہ بتایا گیا کہ میرا رب گواہ ہے کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے اور اس لیے کہ اس کی ربوبیت نے اپنے اغراض و مقاصد کی تائید و اشاعت کے لیے مجھے رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور تم میرے تباہ کرنے کے درپے ہو لہذا ضروری ہے کہ غیرت ربوبیت اپنے مربوب کی حمایت میں جوش زن ہو۔ اور بیداد گروں کی خانہ براندازی کرے۔ قرآن کریم کے اس نظام میں اگر کوئی دہریہ اور نیچرلسٹ بھی خواہ کتنا ہی بیباک ہو غور کرے تو سے اس اعتراف سے چارہ نظر نہ آئے گا کہ لاریب یہ خدائے مقتدر کا با جلال کلام ہے اس لیے کہ ناتوان انسان کے محدود العلم ضعیف قویٰ کی رسائی سے باہر ہے۔ کہ ایسی انذاری غیب کی خبر دے اور وہ پوری ہو جائے

دوسری مثال **فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جہنم جثیا**۔ اسی سے پہلے ہے **ویقول الانسان ءاذا ما مت لسوف اخرج حیا اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا** (سورہ مریم) اور انسان (دوبارہ جی اٹھنے اور اعمال کی جزا سزا کا منکر) کہتا ہے (تعجب اور انکار سے) کہ کیا میں مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کرکے زمین سے نکالا جاؤں گا۔ تو کیا اس منکر انسان کو وہ وقت یاد نہیں رہا کہ ہم نے پہلے اسکو پیدا کیا اور یہ کچھ بھی نہ تھا سو ہم (اے محمد) تیرے رب کی (یعنی اسم رب کی جس نے تجھے پال پوس کر اور اپنے اغراض و مقاصد کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے) قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم ان منکروں اور ان شیطانوں کو ضرور ضرور اپنے حضور میں اکٹھے کرینگے اور پھر ان سب کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم کے گرد لا حاضر کریں گے۔ اس قسم کا مطلب بھی تھوڑے تامل سے صاف کھل جاتا ہے درحقیقت اس قسم کا اور اس سے پہلے قسم کا مقصد و مآل ایک ہی ہے بہر حال اس کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ خداوند جل ذکرہ موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے مسئلہ کو جو الہیات کے نہایت دقیق اور عمیق اور اہم مسائل سے ہے بڑے اور روشن اور بدیہی پیرایہ اور وسعت سے بیان فرماتا ہے۔ یہ مسئلہ معاد کا اور اس پر صدق دل سے ایمان لانا تمام نیکیوں کی جڑ ہے خدا تعالیٰ کے وجود کے تسلیم اور ضرورت کا اعتقاد بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد دوسرے عالم کو تسلیم کیا جائے۔ اور وہاں کے ایلام و انعام کو واقعی اور یقینی مانا جائے۔ اس عظیم الشان اصل کے ثابت کرنے کے لیے خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے بہت سے مقامات میں گوناگوں پیرایوں میں کلام کیا ہے اور اس مسئلہ کے ثبوت اور اس اعتقاد کی ضرورت پر حد سے زیادہ زور دیا ہے اور تمام نیکیوں کا محرک اور فلاح کا مدار آخرت پر یقین اور ایمان لانے کو ٹھیرایا ہے

جیسے فرماتا ہے و بالاخرۃ ھم یوقنون۔ توریت میں جو مختلف مجموعوں سے ملکر ایک ضخیم کتاب بنی ہوئی ہے۔ مرکر جی اُٹھنے کے مسئلہ پر ذرا بھی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ اس کا بہت برا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کا ایک علم دوست اور فلسفی فرقہ جو صدوقیوں کے نام سے مشہور تھا قیامت کا منکر ہو گیا۔ انجیل میں بھی اشارات سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ وید کی منحوس تعلیم نے تو یہ غضب ڈھایا کہ تناسخ کا مسئلہ نہایت ناکارہ اور ہر قسم کی سچی نیکی کی تحریک کو مٹا دینے والا اور ساتھ ہی خدا کی خالقیت اور مالکیت سے جدا کر دینے والا ایجاد کیا۔ اس دشمن عقل مسئلہ نے جیسے معاد اور حشر کی ضرورت کو باطل کر دیا معاً خدا کی ہستی اور جامع صفات ہستی کی تعلیم اور ضرورت کے اعتقاد کو بھی کمزور کر دیا یا معدوم کر ڈالا لیکن ان سب مردہ کتابوں اور انکی ناقص یا محض غلطیوں کے خلاف مبارک کتاب قرآن کریم نے اس نازک مسئلہ کو بڑے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا۔ چنانچہ اس مقام میں جسکی تشریح ہم کرنا چاہتے ہیں غور کرنی چاہیے۔ اس میں پہلے ایک شخص کا تعجب اور انکار زندہ ہو کر اعمال کے بازپرس کی نسبت بیان فرمایا کہ وہ اس بات کو ناممکن سمجھتا اور کہتا ہے کہ اپنی موت کے بعد پھر زندہ کر کر میں زمین سے نکالا جاؤں گا! پھر اُس کے انکار اور تعجب کو رد کرنے اور دوبارہ مخلوق ہونے کی دلیل اُس کے اپنی بناوٹ اور عجیب و غریب خلقت سے دی اور فرمایا کہ تو اپنی خلقت میں غور کر کہ ایک زمانہ تجھپر آیا کہ تو کچھ بھی نہ تھا اور ہم نے تیرے ایسے قوی اور اعضا پیدا کیے اور ان کا اندازہ لگایا جو سب کے سب اپنی اپنی ترکیب میں علمی نظام رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک کی بناوٹ صاف صاف ایک عظیم الشان غایت پر دلالت کرتی ہے۔ تو اب کیا ہم قادر نہیں کہ تجھے نئی پیدائش کا لباس پہنائیں اور اب تو تو ایک تغیر اور تبدل کے سوا معدوم محض ہو چکا نہیں ہو گا۔ پھر اس کے بعد نہایت لذیذ اور روحانی دلیل جس سے عمدہ تر دلیل متحقق نہیں ہو سکتی بیان کرنے کے لیے اپنے اسم رب سے استدلال فرمایا۔ اس کے یہاں دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور اس ایمان کی ضرورت چاہتی ہے کہ جی اُٹھنے اور اعمال کی بازپرس پر یقین ہو۔ اور نبوت محمدیہ ضرور تا اس عالم میں ظہور فرما ہوئی ہے۔ اور اگر اسپر ایمان لانا ضروری نہ ہو اور وہ بیکار اور فضول سمجھی جائے تو خدا تعالیٰ کے اسم رب پر حرف آتا ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کی خلقت اور اس کے دل و دماغ اور تمام اعضا کی ترکیب میں بڑا سچا علمی سلسلہ پایا جاتا ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہستی بڑی بھاری ذمہ داری کے لیے پیدا ہوئی ہے اور ایسا نہیں کہ شتر بے مہار کی طرح اس کے اعمال و افعال سے جواب دہی نہ لگی ہوئی ہو ربوبیت کب تقاضا کر سکتی ہے کہ اس کا مخلوق مربوب اُس سے قطعاً بے تعلق ہو جائے۔ اور اسکی مرضیوں اور جلال کا اظہار اس کے اعمال سے نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقیت کا تعلق ربوبیت سے بڑی واضح دلیل ہے بعث اور حشر پر۔ و للہ الحمد

عاجز عبد الکریم عُفی عنہ

تفسیر القرآن

کا

دوسرا پارہ زیر طبع ہے

اخیر نومبر تک اشاعت کی امید کیجاتی ہے پیشگی قیمت علاوہ محصول عمر مابعد علاوہ محصول عہ

قصیدۂ دعائیہ

از حضرت میر ناصر نواب صاحب دہلوی

فضل کا طالب ہوں میں رحمت کا ہوں امیدوار
تو مرا مشکل کشا ہے تو مرا حاجت برار
تو مرا آرام جاں ہے تو مرا تسکین قلب
تو مرے دل کی تسلی تو مری جاں کا قرار
تو ہی رب العالمیں ہے تو ہی رحمن و رحیم
تو ہی مالک تو ہی خالق تو مرا پروردگار
ملجاء و ماوا تو ہی ہے اور تو ہی پشت و پناہ
مال و دولت تجھپہ قرباں جان و دل تجھپر نثار
آل و اولاد و احبا تجھپہ سب قربان ہیں
تجھپہ جو ہووے فدا اُس کے لیے ہے افتخار
غنچہ لب اور گلبدن سب تیرے آگے ہیچ ہیں
سب چمن تجھپر تصدق اے مرے دل کی بہار
تیرے ہی ارض و سما ہیں تیرے ہی جن و ملک
تیرے ہی شمس و قمر ہیں تیرے ہی لیل و نہار
بحر و بر سب تیرے ہیں تیری ہی کل مخلوق ہے
ساری جھیلیں تیری ہیں اور تیری ہی کل آبشار
کل جزیرے تیرے ہیں انکے عجائب بھی ترے
قعر بھی تیرے ہیں اور تیرے ہیں سارے کوہسار
رنگ بھی تیری جسم تیرا ذرہ ذرہ ہے ترا
نیستی سے ہست کرنا ہے فقط تیرا ہی کار
تیرا یورپ اور اس کی کل کلیں تیری ہی ہیں
تیرا ہی امریکہ ہے اور اسکا سارا کاروبار
تیرا ہی افریقہ ہے اور اسکی وحشی قوم بھی
ایشیا تیرا ہے جسپر ساری دنیا ہے نثار
جس میں پیدا تو نے کل پیغمبر و مرسل کیے
آپ ہی تو جانتا ہے جنکا تعداد و شمار
جس میں ہے مکہ مدینہ جس میں بیت المقدس ہے
جنمیں تیرے حکم اُترے میرے مولا بار بار
تیری رحمت کے فرشتوں کا ہوا جس میں نزول
آج کل بھی فضل کا تیرے ہے جس میں انتشار

جس میں تو نے دشمنان دین کو غارت کیا
جسمیں تو نے غرق اعدا کو کیا اور سنگسار
جسمیں ہے دنیا کی جنت جسمیں ہر کشمیر ہی
جسجگہ ہے حضرت عیسی کا مرقد اور قرار
ملک سارے تیرے ہیں اور تیری کل فرمانروا
کل جہاں کا تو ہے مالک سب پہ تیرا اختیار
پھول و پھل سب تیرے ہیں اور تیری سبزی و ناج
ہیں گل و ریحان تیری تیری ہی جنگل کے خار
سب خزانے تیرے ہیں کل مال کا مالک ہے تو
ساری کانیں تیری ہیں جنمیں ہے دولت بیشمار
تو احد ہے تو صمد ہے لاشریک ولا زوال
تیری بندوں کو نہیں آتی کسی میدان میں ہار
جسکا مولا تجھسا ہو شرمندہ وہ ہوتا نہیں
آزمائش ہو چکی ہے اس سخن کی بار بار
ابن آدم کو بنا بیٹھے ہیں جو تیرا شریک
اور اس غلطی پہ کرتے پھرتے ہیں وہ افتخار
ان کو بھی فضل و کرم سے دے صراط مستقیم
راز سارے کھولدے کر حقکو اسپر آشکار
خواہ حضرت کا ہو بیٹا خواہ وہ مریم کا ہو
بن نہیں سکتا کسی صورت سے وہ پروردگار
کھانا پینا موت گھٹنا خدا ہوتا نہیں
اپنے بندوں سے خدا کہاتا نہیں ہرگز بھی
خود نہ سولی سے بچا اوروں کو کیا دیگا نجات
جو پھنسا ہے خود بھنور میں کیا کرے اوروں کو پار
ایلی ایلی جو پکارے وہ نہیں فریادرس
خود جو تر بادی ہے اوروں کی سنو گا کب پکار
کچھ خدائی کا نمونہ بھی نہ وہ دکھلا سکا
اس سبب سے ان کے پیرو آجتک ہیں شرمسار
اے مری مولا تو اس اندھیر کو دنیا سے کھو
کو ہو میا اہل عالم پہ تو فرق نور و نار
میں ہوں عاجز تو ہے قادر ہیچ ہیں بیدہ تو
تو علی ہے تو ہے اعلی میں ہوں ادنی خاکسار
میں ہوں ظالم میں ہوں خاطی تو ہے تواب و رحیم
سخت شرمندہ ہوں میں اور ہے بڑا گناہ سنسار
دیکھا بار گنہ سے دب گیا بوجھوں سے میں
میرے چھاتی پر گری ہیں ریخ و غم کے کوہسار
درد دل کس سے کہوں تیری سوا جاؤں کہاں
جز تری مونس نہ کوئی اور نہ کوئی غمگسار
خواہ بخشو خواہ پکڑے ہے تو ہی مختار کل
فضل پہ تیرے ہے کل مخلوق کا دارومدار
مہربانی کر عنایت کر ترحم مجھپہ کر
کیونکہ ہے بندوں پہ اپنے تو حلیم و بردبار

کیا کہوں تجھسے کہ تو ہے عالم سر و خفی
مجھسا کم ہوگا جہاں میں نا سزا و نابکار
تجھسا گر مولا نہ ہوتا میں تو ہوجاتا ہلاک
کیونکہ ہوں اولاد آدم کے لیے میں ننگ و عار
مجھکو آتی ہے گنا ہونکی طرح توبہ سے شرم
اسقدر ٹوٹی ہے توبہ مجھسے اے رب بار بار
دے مری مضبوطی کو توبہ اے العالمین
تا کہ ہر دم ہر گھڑی تجھسے نہوں میں شرمسار
نفس و شیطاں سے الہی ہیں تو عاجز آگیا
کردیا داماں تقوی ظالموں نے تار تار
ان شریروں کے مقابل پر مری امداد کر
مجھکو وہ قوت عطا کر جس سے ہوویں انکو مار
تھک گیا میں وار انکے سہتے سہتے اے خدا
تو عطا کر مجھکو حربہ تا کروں میں انپہ وار
یا الہی تو مجھے انکی غلامی سے بچا
فتح و نصرت دیدے میرے مولا میری کار
کر مری تائید تا میں اپنا بدلا ان سے لوں
جیسے میں پنجہ انکے ہوں پھنسا زار و نزار
بیکس و کشتی شکستہ ہوں الہی المدد
چار جانب اے مرے دریا ہے ناپیدا کنار
دستگیری کر مری اس ڈوبتے کو لے بچا
کر مجھے اس بحر مہلک سے الہی جلد پار
تو پریشانی کو میری میرے مولا جمع کر
دور کر خاطر کا میرے یا الہی انتشار
کر منور فضل سے میرے دل بے نور کو
کر مصفی اور مطہر دور کر گرد و غبار
چشم بینا گوش شنوا کر عنایت اب مجھے
اندھے اور بہرے کی سنو اے مولا پکار
کر مجھے داخل تو اپنے بندگان خاص میں
کر مجھے تو نیک حال و نیک قال و بردبار
پاک کر دلکو مرے اور نیک کر میرے خیال
مومن صالح بنا کر دے مجھے تقوی شعار
تجھسے ہو امید مجھکو اور تجھی سے خوف و بیم
ہو طلب تجھسے تری اور تجھسے فریاد و پکار
زندہ رکھ اسلام پر ایمان کی دے زندگی

اپنی الفت اور محبت میں ترقی دے مجھے
دین حق پر یا الہی کر مجھے استوار
خوف تیرا ہو محبت تیری ہو تیرا خیال
ذکر تیرا ہر گھڑی ہو یاد تیری بار بار
فکر ہو اسلام کا اور ذکر ہو قرآن کا
اور تیرے فضل و کرم کا دمبدم ہو انتظار

تیرے مرسل کی اطاعت میں رہوں میں پایدار
مہدی و عیسی کا تیرے دل سے ہوں میں جاں نثار
میں بجالاؤں تری اس نعمت عظمی کا شکر
روز افزوں تا کہ تیرا فضل ہو اے کردگار
ہوں **غلام احمد** کا دلسے میں غلام بے درم
اسکی ہمراہی میں رکھ اور اسکی ہی قدموں میں یار
اس کی خوبو سے مجھے رنگین کردے اے خدا
خاص اسکے دوستوں میں کر مجھے با اعتبار
تیری الفت کے سبب سے اس سے الفت کروں
تیری خاطر سے کروں میں تیرے مہدی کو پیار
اس کی ہر اک بات کو دل سے کروں یارب قبول
اس کا ہر اک قول ہو وے دلکو میری خوشگوار
مجھسے سرزد ہو نہ کوئی بات اسکی برخلاف
فعل کوئی بھی نہ ہووے اسکو میرا ناگوار
دل مرا بستہ رہے اس سلسلہ میں اے کریم
دشمنوں سے اس کے میں کرتا رہوں پیکار و زار
دوستوں سے اسکی الفت اور محبت مجھکو ہو
جاں نثار و پیر ہوں اسکے جان و دلسے میں نثار
ہمکو آپس میں محبت دے نزاعیں دور کر
گرم کر الفت کی آتش سرد کر نفرت کی عار
جان و دل اور مال و تن سے ہوں معاون انکا ہم
تاکہ دنیا اور عقبی میں رہوں میں کامگار
اردگرد اس شمع کے پروانہ سا پھرتا رہوں
پیر وہی میں رات دن اسکو رہوں میں سایہ دار
اسپہ جو تیرا کرم ہے مجھپہ بھی کر وہ کرم
کر مری اصلاح ہر پہلو سے تو مجھکو سنوار
ہمکلامی کا شرف مجھکو بھی دے اے میرے رب
مجھکو بھی اپنی طرف سے بخش یہ عز و وقار
کچھ نہیں درگاہ میں تیری کمی اے ذوالمنن
تو ہی لاتا ہے خزاں کے بعد دنیا میں بہار
کافروں کو ایک پل میں اہل ایماں کردیا
مشرکان مکہ کو تو نے کیا ایماندار
تجھکو کچھ مشکل نہیں ہے اور نہ تجھکو کوئی روک
ہو مجھے ہر بات پر اے میرے مولا اختیار
بات کرنے سے ترے ہو جائیگی عزت مری
کم نہیں ہونیکا ہرگز بھی ترا کچھ اقتدار
کر مجھے ابدال میں داخل بدلدے میرا حال
دے کے کاغذ نوری پیالہ تو بجھا دے تشنگی
تجلی جام دیکر میری قوت کر بحال
تاکہ طے کر جاؤں میں ساری جبال و کوہسار
تیرے رستہ میں نہ حائل ہو مجھے کوئی بھی روک
سامنے آوے سمندر بھی تو میں ہو جاؤں پار

پھولجاؤں سارے وہ مہدی ایک تیرا شغل ہو
شوق میں اور یاد میں تیری کٹیں لیل ونہار
دو وہ دل مجھکو عطا کر عشق اپنا دے مجھے
اپنے اعدا کا عدو کر دوستوں کا اپنے یار
کاروبار آخرت میں تو مرے دل کو لگا
اور ہٹا دے دل سے میرے ایکدم دنیا کے کار
مسکن و ماوا میرا دارالاماں میں رکھ سدا
ہیضہ اور طاعون وامراض خبیثہ سے بچا
اس خزاں کو دور کر اسلام سے اے پاکذات
گلشن احمد کے پہولوں کی دکھا مجھکو بہار
ہو رہی ہے آج کل جو آدم وشیطاں کی جنگ
فتح دے آدم کو ہمیں دے تو اس موذی کو مار
وہ زمانہ مجھکو دکھلا جب کہ ہو شیطان قتل
اور اس کے ہر معاون پر پڑے جب تیری مار
ہرطرف اسلام کا ہو زرد دشمن ہوں ذلیل
پہ ہوں مخذول حزب احد نیک ہو بلکا مگاں
ہرطرف اللہ اکبر کی صدائیں ہوں بلند
جس کے باعث گونج اٹہیں سارے دشت وکوہسار
ہو عبادت اک تری اوہام سارے دور ہوں
جسقدر ابلیس کے پیرو ہیں سب ہوں سوگوار
قتل ہو دجال اور خنزیر ہو اور ٹوٹے صلیب
خیر وخوبی سے مسیحا جیت لیں یہ کارزار
اس سے بڑہ کر تو نہ ہوئے دی ہیں خوار وذلیل
جسقدر ہم پست ہیں اتنا ہی تو ہم کو ابہار
مجھکو دکھلا میرے مولا اپنی آیات ونشاں
آنکہ سے میں دیکھلوں اپنے مسیحا کا منار
اس نزول خاص کا حلیہ دکھا دے ای عزیز
جس میں ہم ہوں شادماں اور دشمن زار زار
ہمکو وہ شادی دکھا جس سے مریں کل مدعی
جس سے کچلا جائیگا سر دشمنوں کا ایک بار
جس سے ہو جائیگا اک فرقہ ذلیل ومبتذل
دوسرا پایا جائیگا جس کے سبب سے افتخار
ایک جانب ہوگی شادی دوسری جانب غمی
ایکطرف کی جیت ہوگی دوسری جانب کی ہار
ایک ہو کیتے محمد میں دوسرا ہو مسیح پر
ایک پی رحمت کا سہرا دوسرا لعنت کا ہار
جو اکڑتے پہرتے ہیں وہ گہریں جہپ جائیں خبیث
یا نکل جائیں کہیں وہ زرد رو دریا کے پار
ہر مخالف مولوی خاموش ہو اور سرنگوں
عورتوں میں جا چھپیں گہر کو سمجھ لیں وہ حصار
فتح کے ڈنکے بجیں یہاں دشمنوں میں بین ہوں
واں ہو ماتم اسطرف ہوں شادیوں کے اشتہار
پیشگوئی ایسی پوری ہو کہ دل الجہا ئیں سب
دشمنوں کو غیظ اور غصہ سے چڑہ جائے بخار
اندرونی اور بیرونی ہوں دشمن کل ذلیل
اسطرح قابو میں آئیں جال میں جیسے شکار
یہ تو ہونا ہے یقیں ہے مجھکو تیری بات پر
ہاں مگر مجھکو نہیں ہے زندگی کا اعتبار
مہدی وعیسی کو کرے یا الٰہی کامیاب
سب کرشمے اپنی قدرت کے دکھا کر مجھکو مار
اے میرے ناصر تو کر **ناصر** کی نصرت جلدتر
تا نہ ہو یہ بندہ عاجز ترا رسوا و خوار

چھوٹا منہ بڑی بات

نور احمد پنجابی لکھوکے کا رہنے والا ایک دفعہ قادیان میں آیا تہا۔ پہر واپس جاکر اس نے کچھ اشتہار دیئے کہ میںنے قادیان جاکر مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب کو بلایا تہا وہ میرے مقابلہ پر نہیں آئے۔ میںنے یہ کیا وہ کیا۔ حالانکہ جب وہ قادیان میں آکر اپنے دوست مرزا امام الدین لال بیگی کے مکان پر اُترا تہا تو میں قادیان میں موجود تہا۔ چہوٹا منہ اور بڑی بات ایسے کوچہ گرد لوگوں کی ہستی کیا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جیسے علامۃ الدہر اور حضرت سید عالم امام انام علیہ السلام کے مقابلہ پر آسکیں۔

چند روز سے میں آنحضرت کے ارشاد سے اپنے وطن کشمیر چلا گیا تہا۔ اور مولوی سید سرور شاہ صاحب و برادرم مولوی محمد یمین صاحب داتوی وخاکسار قصبہ شوپیاں میں ہم مولوی حسین شاہ غیر مقلد کی سرکوبی میں مصروف تہے کہ خدا کے فضل وکرم سے حسین شاہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوگیا۔ اور علی رؤس الاشہاد وہ ایسا ذلیل ہوا کہ اسپر کہانا پینا سونا حرام ہوگیا۔ اسی اثنا میں نور احمد پنجابی نے سری نگر میں پہونچکر یہ لاف زنی شروع کی کہ میں احمدیوں کو جنگلوں میں ڈھونڈتا پہرتا ہوں۔ شوپیاں سے حسین شاہ نے خبر پاکر اپنی دستگیری کے لیے مرتا کیا نہ کرتا نور احمد کو بلایا اور اس کی منت کی کہ حضرت میں تو پایہ ریش فش ذلیل ہوگیا کچھ آپ دستگیری کریں احمدیوں نے سخت شور ڈالدیا ہے اور وہ غالب آگئے ہیں ان کے آگے کوئی پیش نہیں جاتی۔ نور احمد نے بامید نان ونمک اس خیال سے کہ کچھ دنوں روٹیوں کا سہارا لگے گا جو دن گذرے وہ غنیمت ہے یہاں وال نہ گلی اور جگہ پہیری لگالیں گے دو روز کے بعد نور احمد ایک غیر مقلد کو ساتھ لیکر پاڑی پورہ پہونچا اگرچہ نور احمد بسبب اپنی جہالت کے قابل رحم تہا اور لائق خطاب نہ تہا لیکن غیر مقلدوں کے دماغ سے کیڑا نکالنے کے واسطے دوسرے روز ایک عام مجلس میں مباحثہ شروع ہوا۔ مباحثہ کیا ہونا تہا جناب مولانا سرور شاہ صاحب خدا کے فضل سے ایک فاضل اجل ہیں انہوں نے جس لیاقت اور عالمانہ طرز سے مسئلہ وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیا اسکو تو بیچارہ نور احمد سمجھ ہی نہیں سکتا تہا آخر کہڑے ہوکر بجز چند بیہودہ شکایتوں کے کچھ بہی بول نہ سکا۔ صرف اسکا جواب یہ تہا کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی آنکھ اچہی نہیں۔ مرزا صاحب باغ کی سیر کرتے ہیں اس احمق کو یہ بہی خبر نہیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن نابینا تہا اور نابینا ہی وفات تک رہا قرآن میں بہی علاوہ حدیثوں کے اسکا ذکر ہے عبس وتولی ان جاءہ الاعمیٰ کیا اس سے معاذ اللہ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شک ہوسکتا ہے ہاں نور احمد کے دل میں ضرور ہی شک ہے گا اور شک کیا انکار ہوگا۔ حدیثوں میں پڑہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کی سیر کو صدہا مرتبہ گئے قرآن میں اللہ تعالی باغوں کی سیر کی بشارت دیتا ہے الغرض دوسرے دن آنے سے صاف انکار کیا اور کہ میں اب مقابلہ میں نہیں آتا۔ غرضیکہ نور احمد کی کارروائی نے غیر مقلدوں کی شکست کو فاش کردیا۔ نور احمد کا یہ پیشہ ہے کہ دربدر جہوٹ بولتا پہرتا ہے یہ درحقیقت جاہل غبی کچہ کچہ بکتا پہرتا ہے کہ میںنے احمدیوں کو فلاں فلاں مقام میں شکست دی اس کو دن کو کچہ بہی خبر نہیں اور ایک معمولی نحو کا مسئلہ یا صرف کا ایک قاعدہ بہی نہیں جانتا یہ تو کیا آج شرق سے غرب تک کسی مولوی یا پیر یا سجادہ نشین کی مجال نہیں کہ احمدیوں کے مقابلہ میں آوے۔ الراقم عبد اللہ کشمیری

الحکم

کے تمام معاونین اور ناظرین فرداً فرداً اس گذارش کو اپنے واسطے سمجھیں اور غور و توجہ کے بعد جو کچھ ان کی رائے ہو۔ ہمیں اس سے اطلاع دیں تو یہ بھی ان کا

فرض ہے

ہمارا اور آپ کا فرض

قَالَ المَسِیحُ المَوعُود

دو روزہ عمر خود در کار دیں کو شید ای یاراں
کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

محترم ناظرین! اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَ رَحمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ (۱) آج جس اہم اور ضروری امر کا تذکرہ میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ ہم سب کی

متحدہ غرض

ہے اور اسی لیے میں امید کرتا ہوں کہ اس گذارش کو معمولی اور سرسری نگاہ سے نہ دیکھا جائے گا بلکہ اسکو پورے غور اور فکر سے پڑھا جائے گا اور کوشش کیجائیگی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے فرض کو بخوبی سمجھ لے

۲۔ الحکم کے پہلے نمبر کی اشاعت کو پورے چار سال ہو لیے اور پانچویں سال کا یہ دوسرا نمبر ہے جو آپ کے معزز ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔

الحکم کا پہلا نمبر جب امرتسر سے شائع کیا گیا تھا اسوقت اخبارات کی جو حالت تھی اور دیسی پریس جس قسم کی آفتیں آنے کا اندیشہ تھا وہ ۸ر اکتوبر ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں مفصل لکھا گیا۔ قطع نظر ان حالات اور مشکلات کے خود ایڈیٹر اور پبلشر کی بے سروسامانی اور کم بضاعتی ایک ایسی روک اسکی راہ میں تھی کہ جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہوتا ہے انپر نظر کرکے مادی اور حسی علوم کا ماہر الحکم کی نسبت پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ

چل نہیں سکتا

مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میرے وہم اور گمان میں بھی وہ مشکلات اور رکاوٹیں نہ تھیں یہ یقین اور ایمان شہادت دیتا تھا کہ خدا تعالے کی فوق العوق قدرتیں جن کے اسرار سمجھنے سے انسان عاجز ہے محض اپنے فضل سے کوئی کرشمہ دکھا کر رہیں گے

چنانچہ

میں نے اس پہلے نمبر میں مندرجہ ذیل فقرات لکھے تھے

"جب توکلت علی اللہ یہ آغاز کیا
پر نکل آئیں گے اور دیکھنا پرواز کیا
گو موجودہ حالت اور بے سروسامانی ہمکو ڈراتی اور دھمکاتی ہے مگر با اینہمہ ہمکو یقین اور کامل یقین ہے کہ اگر ہم محض نیک نیتی اور ملکی خیرسگالی اور بنی نوع انسان کی سچی بھلائی کے لیے الحکم کو جاری کرتے ہیں تو کامیاب ہوں گے اور ضرور کامیاب ہوں گے"

میں نے ان فقرات کو صرف اس لیے نوٹ کیا ہے کہ وہ لوگ جو اب تک الحکم کو پڑھتے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید کو مشاہدہ کریں۔ یہ امر کہ الحکم کی اس قسم کی غیر معمولی تائید میرے کسی حسن عمل کا نتیجہ تھی؟ میرا ایمان ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ محض **خدا کا فضل** اور حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام** کی سچائی کی ایک دلیل ہے جو کم از کم میرے ازدیاد ایمان کا موجب ضرور ہوئی ہے۔

اس حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کرنے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے **الحکم** کو ایک حد تک کامیاب صورت میں دیکھ لیا و ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

مسیح موعود کی کامیابیوں کے پرتو کی ایک جھلک الحکم پر بھی پڑی کیونکہ اس کے ساتھ بلحاظ نام اور کام کے وہ اپنی نسبت ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور اس لیے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

۳ الحکم کا اجرا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے قومی ضرورتوں کو مدنظر رکھکر کیا گیا تھا۔ اور خدا تعالے کا شکر ہے کہ وہ ایک حد تک ان کو پورا کرتا ہے۔ اس امر کا تذکرہ کہ الحکم نے ان چار سال میں قوم کی کیا خدمت کی؟ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچانے میں وہ کہاں تک شریک ہوا؟ کس قدر آدمیوں نے الحکم کے مضامین پڑھکر فائدہ اٹھایا اور اپنی حالت میں کوئی نمایاں تبدیلی کی؟ اور کسقدر روحوں نے سلسلہ عالیہ کی حقانیت پر اطلاع پائی؟ اور کسقدر حقائق اور معارف (جو خدا کے برگزیدہ اور مامور کے منہ سے نکلے یا ان بزرگان ملت کے منہ سے نکلے جو خدا تعالی کے فضل وکرم سے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہیں) کی اشاعت ہوئی؟ ایک لمبی داستان ہے جو ان دو چار کالموں میں سما نہیں سکتی اور اس لیے بھی اور اسی بنا پر میں اسکو سردست ملتوی کرتا ہوں کہ جب تک الحکم کی موجودہ فائل زمانہ کے ہاتھ میں ہیں وہ ایک زندہ نظیر اور خود بولنے والے ہیں

چونکہ میرا ایمان ہے کہ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہے اور اس کے وصایا اور کلمات ضرور ضرور محفوظ رہیں گے اس لیے **الحکم** کے یہ فائل محض ان گراں بہا موتیوں کے امین ہونے کی وجہ سے نہ اپنی کسی خوبی کے باعث ضرور کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رہیں گے۔ پس

مجھے ضرورت نہیں کہ ان خدمات کا تذکرہ آپ کے سامنے پیش کروں۔

۴۔ مینے بندگان ملت اور پیران طریقت سے الحکم کی نسبت بارہا قیمتی اور گرانقدر رائیں سنی ہیں اور بہت سے خطوط میرے پاس پہونچے ہیں جن میں الحکم کی خوبیوں اور مفاد کا اعتراف کیا جاتا ہے مگر مینے شاید ایک آدہ مرتبہ کے سوا کبھی پسند نہیں کیا کہ ان تحریروں اور بیش قیمت راؤں کو پبلک میں پیش کروں محض اس خیال کی بنا پر کہ حقیقت میں جو خدمت مجہے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قوم کی کرنی چاہیے تہی میں پورے طور پر اس سے عہدہ برا نہیں ہوا۔

اس لیے میں ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس کریڈٹ کا مستحق نہیں سمجہتا جو ان تحریروں میں مجہے دیا جاتا ہے۔

ہاں

ان تحریروں کو پڑھ کر اور ان راؤں کو سنکر مینے اتنا نتیجہ ضرور نکال لیا کہ

مسیح موعود اپنے دعوی میں

ضرور خدا کی طرف سے ہے کیونکہ یہ شکر گذاری کی روح جو قوم میں پہونکی گئی ہے یہ آ نہیں سکتی جب تک شکور خدا سے تعلق رکہنے والا کوئی مامور جذب و کشش کی قوت والا اسے کہینچنے والا نہ ہو اور تخلقوا باخلاق اللہ کا پورا نمونہ ہی اثر نہ ڈالے۔

الغرض

الحکم کی اشاعت اور اجرا کی جو غرض تہی اس کے پورا کرنے کے لیے ہیچمیرز ایڈیٹر کی ناچیز خدمات گو کچہ بہی ہستی نہ رکہہ سکتی تہیں مگر میں کیوں ناسپاس بنوں ؟ اور کیوں اعتراف نہ کروں کہ قوم نے میری ناچیز خدمات کے مقابلہ میں بہت بڑی قدر کی

لیکن

میں سمجہتا ہوں کہ جہاں ایک طرف مجہے اپنے فرائض میں سے ابہی بہت کچہ کرنا باقی ہے قوم کو بہی اپنے فرض کی طرف پوری توجہ کی ازبس ضرورت ہے

۵۔ میرا اور آپکا فرض کیا ہے یہ سوال صرف چند لفظوں میں حل ہو سکتا ہے میں الحکم کو اس سے بہی زیادہ مفید اور کارآمد بنانے کی سعی کروں

اور

آپ مجہے اس قابل بنا دیں کہ اپنی کوشش کر سکوں۔

میرا اور آپ کا کام صرف للہی سعی ہے اور اس کا اتمام اللہ تعالی کے ہاتہہ میں ہے پس اپنی مساعی کو پیش نظر رکہتے ہوے ہمیں لازم ہے کہ خدا تعالی سے توفیق مانگیں کیونکہ ساری توفیقیں اسی کے ہاتہہ میں ہیں

مگر

میرا خیال ہے کہ یہ مختصر سا جملہ جو اس ساری گذارش کے اہم مقصد کے جواب میں ہے اپنے دوسرے حصہ میں کسی قدر تصریح کا محتاج ہے۔

اس لیے

میں چاہتا ہوں کہ اسے مختصراً عرض کر دوں

اول ہر خریدار اپنی قیمت وقت مقررہ پر ہر حال میں ادا کر دے۔

دوم۔ ہر خریدار اسکی توسیع اشاعت میں سرگرم سعی کرے اور اگر وہ ہر مہینہ ایک جدید خریدار بہم نہ پہونچا سکے تو کم از کم سہ ماہی وار ہی ایک ایسا جدید خریدار دے جو اس کے نقش قدم پر چلکر اپنے دل میں یہ عہد موثق کرلے کہ وہ اس فرض سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک کہ اسیطرح کے اور خریدار نہ دے لے۔

سوم۔ جو لوگ ذی مقدرت اور اہل دول ہیں وہ اپنی حیثیت کے موافق الحکم کو امداد دیں اور ہر حال میں اپنے پیش نظر یہ رکہیں

زینہار ماں در رہش کسی مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

چہارم جہاں تک ممکن ہو اور کسی کے حیطۂ اقتدار میں ہو وہ مطبع کو چہپائی کی کام سے مدد دیں

پنجم جن خریداروں کے ذمہ کچہ بہی بقایا ہو وہ بدون تقاضا ادا کر دیا یا مطبع کی طرف سے جو وقت وی پی رسید وصول بقایا کے لیے پہونچے ضرور وصول کرلیں۔

یہ امور خمسہ ہیں جنپر عمل کرنا ہر ایک خریدار کا فرض ہے اور چونکہ سال رواں کے اختتام میں صرف دو مہینے باقی ہیں تو حسب معمول ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کا اجرا بہی سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمتوں کے وصول کرنے کے لیے وی پی روانہ کیا جاے گا اسلیے ضروری ہے کہ اس موقع ادائے قیمت کے فرض کو اس سے بڑہ کر مستعدی کے ساتہہ ادا کیا جاوے جو سال گذشتہ میں ظاہر کی گئی تہی۔

اس کے بعد میں چند الفاظ

تفسیر القرآن

کے متعلق بہی عرض کرنا چاہتا ہوں تفسیر القرآن کا پہلا پارہ جس قبولیت اور عزت کی نگاہ سے دیکہا گیا ہے وہ اس کے پڑہنے والے خوب جانتے ہیں اور میں خطاب میں انہی کو مخاطب کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ ایک خدمت ہے آپ اپنی استطاعت کے موافق اسمیں شریک ہوں

اگر بخیر بخدمت قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

پہلے پارہ کی اشاعت کے بعد جب مینے دوسرا پارہ لکہنا شروع کیا تو اس خدمت قرآن کی ضرورت اور اہمیت ہی تہی کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے باوجود آپکے امراض کے حملوں اور ضعف و نقاہت کے اس خدمت کو محض

خدا کے لیے

اپنے ذمہ لیا۔ کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ جو میرے مسودہ کی اصلاح کیا کرتے ہیں۔ اور سچ پوچہو تو ان کی ہمت بڑہانے سے مینے اس کام کو شروع کیا تہا) انکی اصلاح اور نظر ثانی کے بعد آپ بہی اس مسودہ کو پڑہتے غور اور فکر سے پڑہتے ہیں اور جہاں مناسب اور ضروری اصلاح کے بعد پہر حضرت حکیم الامت کو اپنے اصلاح کردہ

مسودہ کو دکھا دینے کا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اس اصلاح کے بعد مسودہ کاتب کو دیا جاتا ہے اور پھر اس خیال سے کہ صحت کا لحاظ رہے اور پھر نظر ثانی ہو جاوے آپ پروف پڑھنے کی تکلیف بھی گوارا فرماتے ہیں محض اسلیے کہ وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنے دل میں ایک غیر معمولی جوش اشاعت علوم حقہ کا رکھتے ہیں۔ جن کی اس قسم کی الٰہی خدمات کی جزا خدا ہی ہو سکتا ہے

بہرحال

تفسیر القرآن کی طیاری اور اس کے اہتمام میں حتی الوسع پوری کوشش کی جاتی ہے لیکن بسا اوقات حوصلہ پست ہو جاتا ہے جب مالی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے

اس لیے

محض اس امر کی بنا پر کہ اس کام کی راہ میں مالی رکاوٹ نہ ہو میں خریداران تفسیر القرآن سے ایک درخواست کرتا ہوں اگر وہ اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہیں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ وہ اسپر توجہ نہ کریں (کہ انہیں سے ہر واحد جسقدر جلد و نکا خریدار ہے وہ ایک پارہ کی قیمت پیشگی جمع کراوے اور آئندہ ہر پارہ کی قیمت دیتا رہے اسوقت تک کہ تفسیر القرآن کا اپنا سرمایہ ہو جاوے

اسی کام کے لیے مجھے زیادہ سے زیادہ چار سو روپے کی ضرورت ہے۔ اور اگر صرف وہ افراد ہی جو دس دس یا پانچ پانچ یا پچاس جلد کے خریدار ہیں توجہ کریں تو یہ سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ میں دیکھونگا کہ کہانتک اس معاملہ پر توجہ کی جاتی ہے اب میں اس مضمون کو اسپر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اپنے فرض کو سمجھیں اور اسے ادا کر سکیں۔ آمین

میں ہوں آپ کا خدمت گذار دلی
خاکسار یعقوب علی
احمدی۔ ایڈیٹر الحکم

دار الامان

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع اہل بیت بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۲۲ر اکتوبر کو بسبب اعدا کسی قدر طبیعت ناساز تھی مگر اب بالکل تندرست ہے۔

۲۔ اس ہفتہ میں لاہور سے چراغ دین صاحب مع اپنے تمام کنبہ کے تشریف لائے اور ایسا ہی شیخ مولا بخش صاحب کلرک لاہور سے اور امرتسر سے شیخ احمد حسین صاحب مراد آبادی اسسٹنٹ ایڈیٹر وکیل امرتسر سے اور چودھری رستم علی خانصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سے اور بابو محمد اسمٰعیل صاحب دہلی سے تشریف فرمائے قادیان ہوئے۔ کلک کے احباب ۲۲ اکتوبر کو واپس تشریف لے گئے

۳۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہوی حسب الارشاد حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی کتاب عصاء موسیٰ کا ایک لطیف جواب لکھ رہے ہیں خدا تعالیٰ انکی نصرت روح قدس سے کرے

۴۔ جس قاعدہ کا گذشتہ اشاعتوں میں اشتہار دیا تھا وہ مکرر ترمیم کے بعد طبع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

۵۔ آسمانی فیصلہ دوبارہ طبع ہو رہا ہے صرف دو تین کاپیاں باقی ہیں اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہو جاوے گا قیمت ۲ر فی جلد علاوہ محصولڈاک ہوگی خریدار جلد لے لیں کیونکہ ۴۰۰ جلد چھاپی گئی ہے۔ درخواست دفتر الحکم یا حکیم فضل الدینصاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس کے نام آنی چاہیے۔

۶۔ ازالۃ الاوہام کی طبع ثانی کا انتظام ہو گیا ہے۔ درخواستیں درج رجسٹر ہو رہی ہیں چونکہ ازالہ اوہام حضرت اقدس نے امتحان کے کورس میں داخل کر دی ہے اور مطبع میں اسکی ایک کاپی بھی موجود نہیں اس لیے بہت جلد اسکا دوسرا اڈیشن طیار ہو جاوے گا اور صرف ۴۰۰ طبع ہوگا درخواستیں دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب کے نام آنی چاہییں۔

(۷)

ایک عظیم الشان نشان

اور

احیاء موتیٰ

قاضی یوسف علی صاحب نعمانی سررشتہ دار کمیٹی انتظامی کونسل سنگرور ریاست جیند پانچ مہینے سے سخت بیمار تھے بیماری کی حالت میں سنگرور سے بمشکل دار الامان حضرت امام کے قدموں میں حاضر ہوئے چونکہ ان کو اپنی زندگی کا بالکل بھروسا نہیں رہا تھا اور زیست سے قطع امید کرکے اس نیت سے کہ امام کے قدموں میں جان نکلے آپڑے یہاں بھی علاج ہوتا رہا اور کوئی فائدہ کی صورت نظر نہ آئی ایک روز وہ سخت بیمار ہوئے یعنی ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ظہر کیوقت سے انکی حالت متغیر ہوگئی پاؤں تک پیر اور مونڈھوں تک ہاتھ ٹھنڈے ہو گئے بہت کچھ تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی عشاء کا وقت آگیا اور حالت خراب ہوتی گئی رات کے گیارہ بجے وہ حالت پیدا ہوئی جو مایوسی کی حالت تھی اور ضعف بدن بیجان ہو گیا اور قریب تھا کہ روح پرواز کر جاوے نبض ایسی کمزور رہی کہ گویا ایک گھڑی کی چال سے بھی کم تھی قاضی صاحب نے اپنا آخری وقت قطعی جان لیا اور یقین ہو گیا کہ اب زیست کا پیالہ لبریز ہو گیا کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے امام کی تصدیق کی تجدید کی اور اپنے آپ کو خدا کی طرف لگا یا یہ آخری حالت دیکھکر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی گھبرائے اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر

ہوئے حضرت امام علیہ السلام کو عیگا کر یہ ناچرا عرض کیا کہ اب قاضی صاحب کا آخری وقت ہے حضرت اقدس نے تین دوائیں اپنے پاس سے اسی وقت تیار کرکے صاحبزادہ صاحب کو عنایت کیں اور خود دعا کی کچھ منٹ ہی گذرے ہوں گے جو حضرت کو دعا و یا مبشرہ اور ایک الہام ہوا وہ الہام یہ ہے ھٰذَا اَعْلَجُ الْوَقْتِ وَالْاَنْزِیْبِیْ اس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ جو علاج آپ نے کیا یہ ایسی ہی اڑے وقت کا علاج ہے اور تربیی جو زہروں کو دور کرنیوالی ہے اس کا استعمال کرو۔ سو حضرت اقدس صبح کے وقت تربیی اپنے ساتھ لائے اور اس کے استعمال کا حکم دیا۔ یہ یقینی بات ہے کہ ادہر حضرت اقدس نے دعا کی اور ادھر الہام اور رویا ہوا اور اسی وقت چند ایک منٹ کا فاصلہ بیچ میں نہیں بتا سکتے قاضی صاحب میں روح داخل ہوگئی اور آناً فاناً میں تندرست ہوگئے اور اب خدا کے فضل سے تندرست ہیں صرف ضعف باقی ہے یہ احیاء موتی امام کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہوا۔ اور یہی احیاء موتی کی حقیقت ہے جو اسوقت ہماری نظروں کے سامنے ہے وہ لوگ کہاں ہیں جو اس عظیم الشان امام پر اعتراض کرتے تھے کہ مسیح تو جیتے اور مسیح کی طرح ایک ہی مردہ زندہ نہ کیا وہ آئیں اور دیکھیں اور خود قاضی صاحب موصوف اور پیر صاحب اور انکی ہمراہیوں سے یا یہاں کے رہنے والوں سے اس حقیقت اور احیاء موتی کی کیفیت کو دریافت کریں حضرت مسیح کے مردوں کو زندہ کرنے کی یہی حد ہے جو اس سے زیادہ بیان کرے وہ کاذب ہے یہ خدا تعالیٰ کی سنت سے بعید ہے کہ کوئی مرجائے اور قبر میں داخل ہوجائے اور گل سڑ کر قبر میں نام و نشان نہ رہے اور وہ پھر زندہ ہوجاوے اللہ تعالیٰ نے یہ ہرگز اپنے قانون قدرت میں نہیں رکھا حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ قرآن شریف کی آیت اسپر شاہد ناطق ہے۔

۸۔

بیعت

حاجی شاہ عبد القادر صاحب چشتی قادری صابری نظامی جنکی عمرہ ۸ برس کی ہے قوی مضبوط ساکن بامپور ازالمریا حضرت خان دریوزہ پشوری اور حضرت پیر بابا صاحب رئیس الاولیا کابل کی اولاد میں ہیں خود صاحب ارشاد ہیں اور دور دراز تک سیکڑوں آپ کے مرید ہیں ایک مہینہ تک حضرت امام علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور بعد بصیرت کامل اور تفہیم تام حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوئے آدمی باخدا اور زندہ دل شب بیدار صاحب علم ہیں۔

حاجی مولوی شیخ عنایت حسین صاحب مراد آبادی جن کا نام کسی پہلے نمبر میں غلطی سے مولوی عنایت اللہ صاحب لکھا گیا تھا یہ صاحب علم و ذکا ہیں ایکمدت سے حضرت امام علیہ السلام کی صحبت میں رہتے ہیں پوری بصیرت اور تجربہ سے امام کی بیعت اختیار کی مولوی صاحب دیندار متقی شخص ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسپر وہ چاہے کرے افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس امام آخرالزمان کی شناخت سے بے بہرہ ہیں اور مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً الْجَاهِلِیَّةِ کی وعید سے بے خوف ہو رہے ہیں

شیخ سعید اللہ صاحب ساکن کنڈیارہ ضلع کرنال

شیخ انعام اللہ صاحب " " "

شیخ گوپالی صاحب " " "

مرزا عبد القادر بیگ صاحب " "

شیخ امیر اللہ صاحب " "

شیخ نسیم الدین صاحب " "

شیخ عبد العلیم صاحب ساکن چوڑہ کلاٹ "

شیخ تفضل الرحمن صاحب "

شیخ رحمت اللہ صاحب کنڈیارہ "

سید ضیاء الحق صاحب۔ گوپالپور "

ڈاکخانہ کانپور ماتحت صالح پور۔

سب انسپکٹر اسکول کنڈیارہ۔

عنایت اللہ صاحب نمبردار سکنہ جنڈر کی راجپوتاں ڈاکخانہ تارووال ضلع سیالکوٹ

واقعات

سزا پانی پت ضلع کرنال میں ایک مہاجن نے کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض دیا تھا لیکن بعد میں روپیہ وصول کرکے رسید بھی لکھکر دیدی چنانچہ مہاجن مذکور نے کچھ عرصہ بعد اس شخص پر اپنے قرضہ کی نالش عدالت میں دائر کردی لیکن عدالت سے اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا۔ لہذا جھوٹا دعویٰ دائر کرنے کے جرم میں مہاجن مذکور تین ماہ قید سخت اور ایکہزار روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا ہے۔

دربار دہلی یہ بات قطعی طور سے طے پاچکی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو دہلی میں شاہ عالم پناہ کی مسند نشینی کا عالیشان دربار منعقد کیا جائیگا۔ اس کے متعلق تیاریوں کا سلسلہ ابھی سے شروع ہونے لگے ہیں۔ اس دربار میں تمام ہندوستان کے والیان ریاست اور روسا اور زمیندار اور درباری معززین مدعو کیے جاویں گے۔ دہلی ایسے درباروں کی معقول گنجائش پائی جاتی ہے۔ اس کی بڑی نظیر لارڈ لٹن صاحب کا دربار قیصری ہے۔ لیکن یہ دربار شان و شوکت میں اس دربار ۱۸۷۷ء سے بھی بڑھ کر ہوگا اس کی رونق کے سلسلہ کا لطف اہل دہلی پانچ چھ ماہ تک اٹھائیں گے

آدمی کی جسمانی حرارت ایک تندرست آدمی کے جسم کی حرارت ۹۷ ۳/۴ ڈگری سے لیکر ۹۸ ۱/۲ ڈگری تک ہوتی ہے دو بجے صبح سے چار بجے صبح تک حرارت سب سے کم ہوتی ہے اور چار بجے شام سے چھ بجے تک سب سے زیادہ ہے مختلف اوقات میں جسم کو کیسی ہی سردی یا گرمی محسوس ہو لیکن اصلی حرارت ایک درجہ بھی کم و بیش نہیں ہوتی۔ خواہ تندرست انسان گرم ملک میں ہو خواہ سرد ملک میں لیکن اس کا اثر حرارت پر نہیں پڑتا۔

المواد حمد علم پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک چھپکر شائع ہوا۔